ISSN 2977-3555
روزنامہ
صحافت برمنگھم
باخبر، باثر حقیقتوں کا پیام بر
www.sahafat.in/uk
Birmingham Edition U.K.

لینڈ اتھارٹی: 'بیلولائن' کے اندر زمینوں کی خرید و فروخت کے معاملات کو عارضی طور پر معطل کرنے کا اعلان ص:02

Published from Birmingham (U.K.), India-Delhi, Mumbai, Lucknow, Dehradun
Volume No.04, Issue No.95, Friday, 09 October 2026, 8 Pages
جلد نمبر (۴)، شمارہ نمبر (۹۵)، بروز جمعہ، ۹/ اکتوبر، ۲۰۲۶ء، ۲۶/ ربیع الثانی، ۱۴۴۸، ۸ صفحات

تہران اور واشنگٹن کے درمیان جوہری مذاکرات نہیں ہوئے، ایرانی ذرائع

تہران، (ایجنسیاں): ''ایران اور امریکہ کے درمیان جوہری پروگرام کے حوالے سے کوئی مذاکرات نہیں ہوئے اور واشنگٹن کو بات چیت شروع کرنے سے پہلے تہران کی شرائط پوری کرنا ہوں گی۔'' مہر خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق مغربی میڈیا نے ایک ایرانی عہدیدار کے حوالے سے یہ خبر دی ہے کہ تہران اور واشنگٹن کے درمیان ایران کے جوہری پروگرام کے حوالے سے اب تک کوئی مذاکرات نہیں ہوئے۔ تفصیلات کے مطابق رائٹرز

نے ایک ایرانی عہدیدار کے حوالے سے کہا کہ امریکہ کے ساتھ ایران کے جوہری پروگرام کے بارے میں کوئی مذاکرات نہیں ہوئے اور جوہری مذاکرات شروع کرنے سے قبل واشنگٹن کو تہران کی شرائط پوری کرنا ہوں گی۔ ایرانی عہدیدار نے کہا کہ ایران کے یورینیم افزودگی کے حق کو امریکا کی جانب سے تسلیم کیا جانا تہران کی سرخ لکیر ہے اور ایران افزودگی کے معاملے پر کسی بھی صورت میں لچک کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔ یہ بیان امریکی نائب صدر جے ڈی وینس کے اس مطالبے کے ایک روز بعد سامنے آیا جس میں انہوں نے ایران سے یورینیم افزودگی کی سطح میں نمایاں کمی کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ ایرانی عہدیدار نے کہا کہ وینس کے بیانات واشنگٹن کے خیالات اور مطالبات ہیں۔ ان کے مطابق امریکی حکام مطالبات اور تجاویز پیش کرنے میں آزاد ہیں، لیکن یہ مطالبات ایران کی ضروریات اور مؤقف سے متصادم ہیں۔ امریکی نائب صدر جے ڈی وینس نے 5 اکتوبر کو کہا تھا کہ تہران کو اپنے جوہری پروگرام میں یورینیم افزودگی میں نمایاں کمی کرنا ہوگی۔ ایرانی مؤقف کے مطابق جوہری مذاکرات کے آغاز کے لیے امریکا کو پہلے ایران کی شرائط اور خاص طور پر ایران کے پرامن جوہری پروگرام کے تحت یورینیم افزودگی کے حق کو تسلیم کرنا ہوگا۔

اسرائیل کی ڈیڈلائن ختم، مشرقی یروشلم میں قونصل خانہ بند کرنے سے برطانیہ کا انکار

لندن نے فیصلہ واپس نہ لینے پر اسرائیل کو دے دی 27 سفارت کاروں کی بے دخلی کی دھمکی

لندن، (ایجنسیاں): برطانیہ نے خبردار کیا ہے کہ اگر تل ابیب نے مقبوضہ قدس میں برطانوی قونصل خانے کو بند کرنے کا فیصلہ واپس نہ لیا تو لندن اسرائیل کے 27 سفارت کاروں اور ان کے اہل خانہ کو ملک سے نکال دے گا۔ برطانوی سفیر سائمن والٹرز نے اسرائیلی حکام تک یہ پیغام پہنچایا۔ اسرائیلی ویب سائٹ وائی نیٹ نے پریس ٹی وی کے حوالے سے یہ خبر دی ہے۔ رپورٹ کے مطابق لندن نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر قونصل خانہ بند کیا گیا اور اس کے نتیجے میں برطانوی مشن کے 27 اہلکاروں کا سفارتی درجہ ختم ہوا تو برطانیہ بھی ہر ایک کے بدلے ایک اسرائیلی سفارت کار کو ملک سے نکال دے گا۔ برطانوی دفتر خارجہ نے اس رپورٹ پر تبصرہ کرنے سے انکار کیا ہے، تاہم اس کی تردید بھی نہیں کی۔ وہیں دوسری طرف برطانیہ نے مقبوضہ مشرقی یروشلم میں اپنے قونصل خانے کو بند کرنے کے بجائے اس کا نام تبدیل کر کے 'یو کے مشن، یروشلم' رکھنے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ محدود تعداد میں سفارت کار اسی عمارت میں کام جاری رکھیں گے۔ برطانوی وزیر خارجہ ایڈملی بینڈ نے جمعرات کو کہا کہ اسرائیل کی جانب سے قونصل خانہ بند کرنے کی ڈیڈلائن ختم ہونے کے باوجود قونصل خانے کی عمارت بند نہیں ہوگی تاہم اس کی سرگرمیاں محدود پیمانے پر جاری رہیں گی۔ اسرائیلی وزیر خارجہ گیڈون سار کے مطابق اسرائیل نے برطانیہ کو عمارت سے محدود سطح پر کام جاری رکھنے کی اجازت دی ہے، جس کے لیے 7 برطانوی سفارت کار وہاں موجود رہیں گے۔ ان کے مطابق برطانوی قونصل جنرل سمیت تقریباً 20 سفارتکار اپنی ذمہ داریاں ختم کر کے اسرائیل سے روانہ ہو جائیں گے۔ خبر رساں ادارے رائٹرز کے صحافیوں نے جمعرات کو دیکھا کہ عمارت سے 'برٹش قونصلیٹ جنرل' کی تختی اور قونصلر سیکشن کا نشان ہٹا دیا گیا، تاہم عمارت پر برطانوی پرچم بدستور لہراتا رہا۔ ایڈملی بینڈ نے کہا کہ برطانیہ اسرائیل کے اس مؤقف کو تسلیم نہیں کرتا کہ اسے قونصل خانہ بند کرنے کا قانونی اختیار حاصل ہے۔ یہ قونصل خانہ مقبوضہ مشرقی یروشلم کے علاقے میں واقع ہے، جس پر اسرائیل نے 1967 کی جنگ کے بعد قبضہ کیا تھا۔ برطانوی وزیر خارجہ کے مطابق نیا یو کے مشن، یروشلم فلسطینی عوام کے ساتھ کام جاری رکھے گا اور

اہم خدمات بھی فراہم کرتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ نے حالیہ ہفتوں میں کچھ عملے اور ان کے اہل خانہ کو واپس بلایا تھا، تاہم اب وہ علاقے میں اپنی موجودگی دوبارہ بڑھانے کیلئے کام کرے گا۔ قونصل خانے کی بندش کا تنازع اس وقت پیدا ہوا جب برطانیہ نے مقبوضہ مغربی کنارے میں قائم اسرائیلی بستیوں کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کیا۔ ان پابندیوں میں وہاں تیار ہونے والی بعض مصنوعات کی درآمد پر پابندی بھی شامل ہے۔ اسرائیلی وزیر خارجہ گیڈون سار نے کہا کہ اسرائیل کے خلاف کوئی بھی اقدام بغیر مناسب جوابی کارروائی کے نہیں چھوڑا جائے گا۔ دوسری جانب اقوام متحدہ اور بیشتر ممالک اسرائیلی بستیوں کو بین الاقوامی قانون کے تحت غیر قانونی سمجھتے ہیں، جبکہ اسرائیل اس مؤقف سے اختلاف کرتا ہے۔ برطانیہ نے اس تنازع کے جواب میں فی الحال اسرائیلی سفارت کاروں کے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور کہا ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان مذاکرات جاری رہیں گے۔ مشرقِ یروشلم میں برطانوی موجودگی تقریباً 200 سال پرانی ہے۔ موجودہ قونصل خانہ یروشلم، مقبوضہ مغربی کنارے اور غزہ میں فلسطینیوں سے برطانیہ کے تعلقات اور قونصلر خدمات سے متعلق امور دیکھتا ہے۔ تاہم اس فیصلے کا تل ابیب میں قائم برطانوی سفارت خانے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، جو اسرائیلی حکومت کے ساتھ برطانیہ کے سفارتی تعلقات کا مرکز ہے۔ حالیہ تنازع کے باوجود برطانیہ اور اسرائیل کے درمیان اقتصادی، سکیورٹی اور انٹیلی جنس شعبوں میں تعاون برقرار ہے۔

کیا ہے تنازع کی وجہ؟

اسرائیلی وزیر خارجہ گیڈیون سار نے قونصل خانہ 8 اکتوبر تک بند کرنے اور اس کے عملے کی سفارتی اسناد منسوخ کرنے کا حکم دیا ہے۔ شیخ جراح کے علاقے میں واقع یہ قونصل خانہ تل ابیب میں موجود برطانوی سفارت خانے سے الگ کام کرتا ہے اور مشرقی قدس، مقبوضہ مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی میں فلسطینیوں سے متعلق سیاسی اور قونصلر امور انجام دیتا ہے۔ یہ اقدام برطانیہ کی جانب سے گزشتہ ماہ غیر قانونی اسرائیلی بستیوں سے درآمد ہونے والی اشیا پر پابندی عائد کیے جانے کے ردعمل میں کیا گیا ہے۔ برطانوی وزیر خارجہ ایڈملی بینڈ نے فرانس اور کینیڈا کے ساتھ مل کر یہ اقدامات کیے تھے۔ ان ممالک نے فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی پالیسیوں اور بستیوں کی توسیع کے حوالے سے اپنے اقدامات کا اعلان کیا تھا۔ برطانوی پابندی ایسے وقت میں سامنے آئی جب اسرائیل نے مقبوضہ علاقوں میں ایک ہزار سے زائد نئی آباد کار رہائش گاہیں تعمیر کرنے کے منصوبے کا اعلان کیا تھا۔ بین الاقوامی قانون کے تحت اسرائیلی آباد کاریوں کو غیر قانونی سمجھا جاتا ہے۔

ٹرمپ نے نوبیل امن انعام کیلئے دوبارہ دعویٰ دہرادیا

کہا 'میں نے 8 جنگیں ختم کرائیں'، ناروے کی نوبیل کمیٹی پر دباؤ بنانے کی کوشش

واشنگٹن، (یو این آئی) امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے بدھ کو نوبیل امن انعام کے حصول کی اپنی کوشش دوبارہ تیز کرتے ہوئے 8 جنگیں ختم کرانے کے اپنے دعوے کو دہرایا اور کہا کہ اگر ناروے کی نوبیل کمیٹی نے انہیں انعام نہیں دیا تو یہ اس کے لیے 'بڑی بدنامی' ہوگی۔ جمعہ کو رواں سال کے نوبیل امن انعام کے اعلان سے قبل اوول آفس میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے ٹرمپ نے کہا کہ میں نے وہ کام کیے ہیں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیے۔ میں شیخی نہیں بگھار رہا، صرف حقائق بتا رہا ہوں۔ شاید کسی صدر نے کبھی کوئی جنگ ختم نہیں کرائی۔ میں نے آٹھ جنگیں ختم کرائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امن قائم کرنے کی ان کی کوششیں جاری ہیں اور اشارہ دیا کہ ایک اور تنازع جلد حل ہو سکتا ہے، بظاہر ان کی مراد ایران جنگ سے تھی، جو آٹھویں ماہ میں داخل ہو چکی ہے۔ ٹرمپ نے کہا کہ ان کی شہرت شاید یہ ہے کہ وہ میرے جیسے لوگوں کو انعام نہیں دیتے۔ لیکن مجھے یہ انعام ملے یا نہ ملے، میں نے اس سے کہیں زیادہ کام کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ان کے لیے بہت بڑی بدنامی ہوگی۔ ٹرمپ نے سابق صدر براک اوباما کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا، جنہیں عہدہ سنبھالنے کے ایک سال سے بھی کم عرصے بعد 2009 میں نوبیل امن انعام دیا گیا تھا۔ ٹرمپ نے دعویٰ کیا کہ اوباما

نے 'کچھ نہیں کیا' اور 'اب بھی نہیں جانتے کہ انہیں یہ انعام کس لیے دیا گیا تھا'۔ اوباما کو بین الاقوامی سفارت کاری اور تعاون کو مضبوط بنانے کی کوششوں، بشمول امریکہ اور مسلم دنیا کے درمیان تعلقات بہتر بنانے، کے اعتراف میں نوبیل امن انعام دیا گیا تھا۔ ٹرمپ نے گزشتہ سال کے نوبیل امن انعام کی فاتح اور وینزویلا کی اپوزیشن رہنما ماریا کورینا ماچاڈو کا بھی حوالہ دیا اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے ان سے کہا تھا کہ وہ اس انعام کے مستحق ہیں اور اوول آفس میں ملاقات کے دوران یہ انعام انہیں دے دیا تھا۔

ٹرمپ نے کہا کہ مجھے بالواسطہ طور پر یہ انعام حاصل کر کے بہت اعزاز محسوس ہوا، اور ماچاڈو کے حوالے سے کہا کہ تاریخ میں کوئی بھی صدر ٹرمپ سے زیادہ اس کا مستحق نہیں ہے۔

سری لنکا کی سابق خاتون اول بدعنوانی کے الزام میں زیر حراست

کولبو، (ایجنسی): سری لنکا کی سابق خاتون اول شرانتی راجاپاکسے کو مبینہ بدعنوانی کی تحقیقات

کے دوران جیل بھیج دیا گیا ہے۔ حکام نے ان پر خاتون اول کی حیثیت سے اپنے دور میں عطیہ کے فنڈز کا غلط استعمال کرنے کا الزام لگایا۔ سری لنکا کے سابق صدر مہندا راجاپاکسے کی اہلیہ کو اس الزام میں حراست میں لے لیا گیا کہ وہ خاتون اول کے عہدے پر اپنے خیراتی ادارے کیلئے ملنے والے عطیات کا غلط استعمال کر رہی تھیں۔ پولیس نے شرانتی راجاپاکسے سے ان کے گھر پر پوچھ گچھ کی اور بعد میں انہیں عدالت کے سامنے پیش کیا جس نے انہیں زیر التواء تحقیقات کے لیے ایک ہفتے کیلئے حراست میں رکھنے کا حکم دیا۔

آبنائے ہرمز سے متعلق بڑی پیش رفت، ایران اور عمان کا محفوظ بحری راستوں پر اتفاق

منصوبے میں بحری ٹریفک کے انتظام اور متعلقہ معلومات ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کرنے کے طریقہ کار پر بھی کام شامل

تہران، (ایجنسیاں): ایران اور عمان نے آبنائے ہرمز سے گزرنے والے بحری جہازوں کے لیے مخصوص محفوظ بحری راستوں کے جغرافیائی نقاط پر اتفاق کر لیا ہے۔ ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے بتایا کہ دونوں ممالک نے آبنائے ہرمز میں داخل ہونے اور وہاں سے نکلنے والے بحری جہازوں کیلئے مقررہ محفوظ راستوں کے جغرافیائی کوآرڈینیٹس طے کر لیے ہیں۔

ایرانی سرکاری خبر رساں ادارے 'ارنا' کے مطابق ایران اور عمان اس بات پر بھی متفق ہو گئے ہیں کہ ان راستوں کے جغرافیائی نقاط متعلقہ بین الاقوامی بحری ادارے تک کس طریقے سے پہنچائے جائیں گے۔ یہ پیش رفت آبنائے ہرمز میں بحری آمد و رفت بحال کرنے کیلئے ایران اور عمان کے درمیان طے پانے والے مرحلہ وار فریم ورک کا حصہ ہے۔ دونوں ممالک نے اس سے قبل اگست میں ایک عارضی بحری راہداری قائم کرنے، سمندری بارودی سرنگیں صاف کرنے اور مستقبل میں مستقل بحری راستہ بنانے پر اتفاق کیا تھا۔ اس منصوبے میں بحری ٹریفک کے انتظام اور متعلقہ معلومات ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کرنے کے طریقہ کار پر بھی کام شامل ہے۔ تاہم ایران اور عمان کے درمیان محفوظ راستوں کے کوآرڈینیٹس پر اتفاق کا یہ مطلب نہیں کہ آبنائے ہرمز مکمل طور پر کھول دی گئی ہے یا تجارتی جہازوں کو غیر مشروط اور مکمل محفوظ گزرنے کی ضمانت حاصل ہو گئی ہے۔ ایران پہلے بھی واضح کر چکا ہے کہ آبنائے ہرمز میں بحری آمد و رفت کی مکمل بحالی کا انحصار وسیع تر علاقائی حالات پر ہوگا۔

ایرانی حکام کی جانب سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمان کے ساحل کے قریب بعض ایسے راستوں کو بند کرنے کا منصوبہ ہے جنہیں تہران ''غیر قانونی راستے'' قرار دیتا ہے۔ آبنائے ہرمز دنیا کی اہم ترین بحری گزرگاہوں میں شمار ہوتی ہے اور یہاں آمد و رفت میں رکاوٹ عالمی تیل اور توانائی کی سپلائی پر نمایاں اثر ڈال سکتی ہے۔

ایرانی وزارت خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے ایران اور امریکہ کے درمیان مذاکرات کی تازہ صورتحال کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی جمہوریہ ایران نے تمام محاذوں پر مسلط کردہ جنگ کے خاتمے اور خلیج فارس و آبنائے ہرمز میں سکیورٹی کی بحالی کے حوالے سے اپنے تحفظات اور شرائط واضح اور دوٹوک انداز میں پیش کر دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فریق مخالف کی تجاویز کے حوالے سے بھی ضروری جواب ثالثوں کے ذریعے پیش کیا جائے گا۔

قابض اسرائیلی جارحیت سے غزہ میں دو خواتین اور ایک بچے سمیت 8 فلسطینی شہید

غزہ: قابض صہیونی فوج نے مسلسل 364 ویں دن بھی جنگ بندی کی خلاف ورزی جاری رکھتے ہوئے بمباری، دھماکوں اور تباہی مچانے کے ذریعے غزہ کی پٹی میں نیا قتل عام کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سامان، امداد اور سفر کی نقل و حرکت پر بھی پابندیاں برقرار رکھی گئیں۔ ایک مقامی ذریعے نے اطلاع دی ہے کہ آج رات شہر غزہ کے جنوب میں حی الصبرہ میں مسجد عبداللہ عزام کے قریب السوافيري خاندان کے ایک گھر پر اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں بچہ حسام اُحمد حوسو اور خاتون انتصار اُبو عصر شہید ہو گئے، جبکہ 6 شہری زخمی ہو گئے۔ ایک مقامی ذریعے نے بتایا کہ غزہ کی پٹی کے وسط میں شہر دیر البلح کے جنوب مشرق میں قابض فوج کے غنڈوں کی فائرنگ سے شہری مصباح دلول شہید ہو گئے۔

ہمارے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ شہری محمد رجب ورش آغا گذشتہ شام شہر غزہ کے شمال مغرب میں دوار التوام پر مصری کیمپ میں بے سہاروں کے پناہ گزین خیمے پر قابض طیاروں کی بمباری کے نتیجے میں پہلے لگنے والے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ہمارے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ جمعرات کی شام ایک قابض اسرائیلی ڈرون کی طرف سے شہر غزہ کے جنوب مغرب میں شارع الصناعہ میں اردنی فیلڈ ہسپتال کے قریب ایک کار کو نشانہ بنائے جانے کے نتیجے میں دو شہری شہید اور دیگر زخمی ہو گئے۔

ایک مقامی ذریعے نے بتایا کہ شہر غزہ کے شمال مغرب میں محطہ الخزندار کے گردونواح میں آج صبح قابض اسرائیلی توپ خانے کی بمباری سے خاتون احلام شعبان مبارک شہید ہو گئیں۔ وسطی غزہ کی پٹی میں واقع نصیرات کیمپ کے نوجوان احمد خمیس اُبو ناجع قابض فوج کی بمباری سے ایک ہفتہ قبل لگنے والے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔

جمعرات کی شام شہری دفاع نے اعلان کیا کہ اس کے عملے نے خان یونس میں دو گھروں پر ہونے والی اسرائیلی بمباری کا سامنا کیا؛ پہلا گھر شہر کے وسط میں الکتیبہ کالونی میں تھا، جہاں دو بزرگ شہریوں کو ہسپتال منتقل کیا گیا، دوسرا گھر شہر کے وسط میں کراج رفح کے قریب دیوان النجار کے ساتھ والا گھر تھا۔ اس سے پہلے ایک قابض اسرائیلی ڈرون کی جانب سے شہر غزہ کے شمال مغرب میں التوام علاقے میں مصری پناہ گزین کیمپ میں بے سہاروں کے خیمے کو نشانہ بنائے جانے کے نتیجے میں کئی شہری زخمی ہو گئے، جن میں سے ایک کی حالت تشویشناک ہے۔ اور غزہ کی پٹی کے جنوب میں خان یونس کے مغرب میں واقع ال※ ولندی کالونی میں قابض فوج کی فائرنگ سے ایک نوجوان پاؤں میں زخمی ہو گیا۔ اور غزہ کی پٹی کے جنوب میں شہر رفح کے مواصی علاقے میں 'زعرب' خاندان کے گھر کو نشانہ بنانے والی قابض اسرائیل کی توپ خانے کی بمباری کے نتیجے میں 7 افراد زخمی ہو گئے اور جنوبی غزہ کے شہر خان یونس کے شمال میں شارع 5 کے گردونواح میں ایک قابض اسرائیلی ڈرون کے حملے کے نتیجے میں کئی شہری زخمی ہو گئے۔

ایک مقامی ذریعے نے اطلاع دی ہے کہ قابض فوج کی گاڑیوں نے جبالیا کیمپ کے مشرق میں پناہ گاہوں کی جانب، جن میں الموسطی اور مشترکہ سکول ''ب'' شامل ہیں، اس کے علاوہ گھروں اور بے سہاروں کے خیموں پر بھی شدید فائرنگ کی۔ اور قابض فوج کے توپ خانے نے شہر غزہ کے مشرق میں گولہ باری کی، اور اسی طرح شہر کے مشرق میں حی التفاح پر بھی توپ خانے سے نشانہ بنایا۔

اور قابض فوج کی گاڑیوں نے خان یونس کے شمال میں مدینہ حمد کے مشرق میں، اور شہر کے مشرق و جنوب میں فائرنگ کی، جبکہ قابض اسرائیلی ٹینکوں نے قطاع کے جنوب میں خان یونس کے جنوب میں اندھا دھند فائرنگ کی۔ اور قابض فوج نے خان یونس کے مشرق میں انہدام کے دو نئے عمل انجام دیے۔ فلسطینی وزارتِ صحت کے اعداد و شمار کے مطابق، گذشتہ دس اکتوبر سے جنگ بندی کے آغاز کے بعد سے شہداء کی تعداد بڑھ کر 471,1 تک پہنچ گئی ہے، اس کے علاوہ 189,5 زخمی ہوئے ہیں، جبکہ ملبے سے نکالنے کے 836 واقعات بھی ریکارڈ کیے گئے ہیں۔ اسی طرح سات اکتوبر سنہ 2023ء سے اس جارحیت کی مجموعی ہلاکتیں تقریباً 254,74 شہداء اور 306,175 زخمیوں تک پہنچ گئی ہیں، جو قطاع پر قابض فوج کی جاری جارحیت کی بھاری انسانی قیمت کی عکاسی کرتی ہیں۔

اسرائیل نے اسیر مروان حرز اللہ کا جسدِ خاکی حوالے کر دیا، 99 شہداء کے اجساد خاکی بدستور قید

غزہ: قابض صہیونی حکام نے جمعرات کے روز نابلس کے العین کیمپ سے تعلق رکھنے والے شہید اسیر مروان فتحی حرز اللہ کا جسدِ خاکی ان کے ورثا کے حوالے کر دیا، جنہیں چھ ماہ سے زائد عرصے تک روکے رکھا گیا تھا، جبکہ اسیران کے اداروں کے مطابق قابض فوج اب بھی 99 شہید اسیروں کے اجساد خاکی قید رکھے ہوئے ہے۔ قابض فوج نے حرز اللہ کو جنوری سنہ 2026ء میں 'اشتعال انگیزی' کے بہانے گرفتار کیا تھا۔ دوران حراست انہیں بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا جہاں ان کی گرفتاری کے تقریباً دو ماہ بعد اٹھائیس مارچ کو مجدو جیل کے اندر ان کی شہادت کا اعلان کیا گیا۔

اسیران سے متعلق اداروں نے قابض حکام اور زندانوں کی انتظامیہ کو ان کی شہادت کی مکمل ذمہ داری سونپی ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ شہادت اسیروں کو درپیش منظم خلاف ورزیوں کے تناظر میں، علاج اور ضروری طبی دیکھ بھال سے محروم رکھنے کا براہ راست نتیجہ تھی۔

کلب برائے اسیران نے پانچ اکتوبر کو جاری ہونے والے ایک بیان میں خبردار کیا کہ قابض ریاست اشتعال انگیزی کے الزام کے استعمال کو وسیع کر رہی ہے، جو کہ وہ بہانہ ہے جس کے تحت حرز اللہ کو گرفتار کیا گیا تھا، اور اسے کنٹرول، نگرانی اور تعاقب کا آلہ بنایا جا رہا ہے۔ ادارے نے واضح کیا کہ اس الزام کے تحت گرفتاریوں کا سلسلہ نسل کشی کے آغاز سے ہی تیز ہو گیا تھا، اور اس کی زد میں عام شہری، رہا ہونے والے اسیر، طلبہ، خواتین اور بچے آئے ہیں، جن میں وہ افراد بھی شامل ہیں جنہیں جاری واقعات سے متعلق پوسٹس اور موقف کی بنیاد پر نشانہ بنایا گیا۔ اداروں نے وضاحت کی کہ حرز اللہ کے جسدِ خاکی کی حوالگی سے قید شہید اسیروں کے اجساد خاکی کی تعداد کم ہو کر 99 رہ گئی ہے، جن میں وہ 88 اسیروں کے اجساد خاکی بھی شامل ہیں جو غزہ کی پٹی پر مسلط کردہ جنگِ نسل کشی کے آغاز سے شہید ہوئے ہیں۔

یہ اعداد و شمار صرف ان اسیروں کے اجساد خاکی سے متعلق ہیں جو اب تک قید ہیں۔ یہ اسیر تحریک کے شہداء کی کل تعداد کی نمائندگی نہیں کرتے؛ کیونکہ یہ ایک وسیع تر مجموعے کا حصہ ہیں جس میں قابض حکام کی طرف سے روکے گئے فلسطینی شہداء کے اجساد خاکی شامل ہیں۔ اداروں کے مطابق اجساد خاکی کو روکے رکھنے کا یہ تسلسل غزہ کی پٹی سے تعلق رکھنے والے دجنوں حراست زدہ افراد کے انجام کے بارے میں لاعلمی کے ساتھ جاری ہے، جو ان خاندانوں کی تکلیف کو دو چار کرتا ہے جو اپنے بیٹوں کے بارے میں معلومات کے منتظر ہیں۔ وہ خاندان جوان کے اجسامِ خاکی کے حصول اور تدفین کے آرزومند ہیں۔

اسیران کے اداروں نے اس بات پر زور دیا کہ اجساد خاکی کا قید رہنا خاندانوں کو ان کے بیٹوں کے آخری دیدار اور باعزت تدفین سے محروم کرتا ہے، یہ اس سفاکیت کا تسلسل ہے جو قابض ریاست کی طرف سے شہادت کے بعد بھی فلسطینیوں کے خلاف جاری ہے۔ حرز اللہ کے معاملے میں جسدِ خاکی کو روکے رکھنے کا دورانیہ مارچ کے آخر سے آٹھ اکتوبر تک پھیلا رہا، جس کے نتیجے میں ان کے خاندان کو جیل کے اندر شہادت کے اعلان کے بعد اپنے بیٹے کا جسدِ خاکی وصول کرنے سے پہلے چھ ماہ سے زائد عرصے تک انتظار کرنا پڑا۔

اداروں نے عالمی برادری سے اپنے اس مطالبے کا اعادہ کیا کہ وہ اجسامِ خاکی کو روکے رکھنے کی پالیسی کو ختم کرنے، لاپتہ اور قید افراد کے انجام کا پردہ چاک کرنے، اور شہداء کے اجسامِ خاکی ان کے خاندانوں کو بغیر کسی شرط یا پابندی کے سونپنے کو یقینی بنانے کے لیے فوری اقدام کرے۔ حرز اللہ کے خاندان کے اپنے بیٹے کا جسدِ خاکی وصول کرنے کے انتظار کے اختتام کے ساتھ ہی 99 شہید اسیروں کے خاندان اب بھی آخری دیدار اور تدفین سے محروم ہیں، اس کے علاوہ غزہ کے ان حراست زدہ افراد کے خاندان بھی شامل ہیں جن کے انجام کا اب تک کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

نیتن یاہو نے حقائق میں ہیرا پھیری کی ہے: رپورٹ

تل ابیب،(ایجنسی) نیتن یاہو نے اکتوبر2023 کے حملے سے قبل انہیں فراہم کی گئی سکیورٹی معلومات اور کی جانے والی تنبیہات کے بارے میں مکمل طور پر درست عکاسی نہ کرنے والا مؤقف پیش کیا۔شائع ہونے والی ایک جامع تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ نیتن یاہو نے بعض اہم ریکارڈز چھپائے اور واقعات کے سیاق وسباق کوتبدیل کیا،تاکہ جنگ سے قبل اپنے مؤقف کومختلف انداز میں پیش کیا جا سکے۔روزنامہ یدیعوت احرونوت اور اس کے ذیلی ادارے وائی نیٹ کی جانب سے کی جانے والی تحقیقات میں نیتن یاہو کی جانب سے فروری میں جاری کی گئی 55 صفحات پر مشتمل دستاویز کا موازنہ اصل حکومتی ریکارڈز، اجلاسوں کے منٹس اور سرکاری بیانات سے کیا گیا۔تحقیق میں بالخصوص سرحد پار حملے سے قبل کے مہینوں میں انٹیلی جنس حکام کی جانب سے دی جانے والی ہنگامی وارننگز کے حوالے سے بیانات میں منظم طریقے سے کی گئی حذف وترمیم کا انکشاف کیا گیا۔نیتن یاہو کی جانب سے فروری میں جاری کی گئی دستاویز میں یہ مؤقف پیش کیا گیا تھا کہ نیتن یاہو اعلیٰ سطح کے حماس کمانڈروں کے خلاف ٹارگٹ کلنگ کی مسلسل حمایت کرتے رہے تھے۔ اس دستاویز میں فوجی اور انٹیلی جنس حکام کو ایسے افراد کے طور پر پیش کیا گیا جوغزہ میں جنگ بندی برقرار رکھنے کے حامی اور فوجی کارروائیوں سے گریزاں تھے۔تاہم اصل ریکارڈز سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیتن یاہو نے حماس کے مؤثر طور پر باز رہنے یا اس پر قابو پانے کے مؤقف پر اصرار کرتے ہوئے مجوزہ فوجی اقدامات کومسلسل مسترد کیا۔

ہندوستان کا پاکستان پر دہشت گردوں کو پناہ دینے کا الزام، مسعود اظہر کو انعام 'دھوکہ' قرار

نیویارک،(یواین آئی) ہندوستان نے جمعرات کو پاکستان پر دہشت گرد گروپوں کی مالی معاونت اورانہیں پناہ دینے کا الزام عائد کرتے ہوئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی ایک کمیٹی سے کہا کہ اسلام آباد کا خود کو دہشت گردی کا شکار ملک قرار دینا دراصل عسکریت پسند نیٹ ورکس کی پرورش میں اس کے اپنے کردار پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہے۔اقوام متحدہ میں ہندوستان کے مشن کے فرسٹ سکریٹری رگھوپوری نے یہ بیان جنرل اسمبلی کی چھٹی کمیٹی میں بین الاقوامی دہشت گردی کے خاتمے کے اقدامات پر بحث کے دوران پاکستان کے نمائندے کے بیان کے جواب میں ہندوستان کے حقِ جواب کا استعمال کرتے ہوئے دیا۔مسٹر پوری نے کہا کہ اصل سوال یہ ہے کہ جب دہشت گردوں کو کسی ملک کی سرزمین سے مالی مدد، سہولت، تربیت، پناہ یا حمایت فراہم کی جاتی ہے تو کیا ہوتا ہے؟ دہشت گردی کو محض بیانات سے شکست نہیں دی جاسکتی۔اس کے لیے دہشت گردوں، منصوبہ سازوں، مالی معاونت کرنے والوں اور سرپرستوں کے خلاف کارروائی ضروری ہے۔

فرانس کے بعد بیلجیئم میں بھی طلباء کے مظاہرے پھوٹ پڑے، 107 افراد گرفتار

لیج،(ایجنسیاں)مشرقی بیلجیئم کے شہر لیج میں بھی تعلیمی حالات میں بہتری کا مطالبہ کرنے

والے طلبا کے مظاہرے پھوٹ پڑے،جس کے بعد مقامی سیکیورٹی حکام کوالرٹ کردیا گیا ہے۔ مقامی میڈیا کی رپورٹس کے مطابق حالیہ دنوں میں مجموعی طور پر 107 افراد کواحتجاجی مقامات پر املاک کو نقصان پہنچانے اور آتش زنی کے الزامات کے تحت گرفتار کیا گیا۔ بیلجیئم حکومت کے سرکاری الرٹ سسٹم نے تاجروں کومشورہ دیا کہ وہ اپنے کاروبار جلد بند کردیں جبکہ سینٹرل اسٹیشن کو عارضی طور پر بند کردیا گیا ہے جس کی وجہ سے شہر کی ٹریفک اور عوامی نقل وحرکت میں خلل پڑا ہے۔پولیس نے رہائشیوں سے شہر کے مرکز میں داخل ہونے سے گریز کرنے کی تاکید کی اور جائے وقوعہ پر شرکاء کی روک تھام اور جانچ کی۔ یہ مظاہرے فرانسیسی بولنے والے تعلیمی حکام کی طرف سے متعارف کرائے گئے اصلاحاتی منصوبوں کے خلاف ردعمل کے باعث شروع ہوئے، خاص طور پر ٹیوشن فیسوں میں اضافے کے منصوبے۔

واضح رہے کہ بیلجیم فرانسیسی اور ڈچ کو اپنی سرکاری زبانوں کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔

'غزہ کے شمال میں واقع کمال عدوان اسپتال کو فوجی مقاصد کیلئے استعمال کیا جا رہا تھا'

اسرائیل کی جانب سے طبی مراکز کے بارے میں بار بار لگائے جانیوالے الزامات بے بنیاد: حماس

غزہ،(یواین آئی) فلسطینی مزاحمتی گروپ حماس نے اسرائیلی فوج کے ان دعوؤں کو بے بنیاد اور من گھڑنت' قرار دیتے ہوئے مسترد کردیا ہے کہ غزہ کے شمال میں واقع کمال عدوان اسپتال کوفوجی مقاصد کیلئے استعمال کیا جارہا تھا۔ یہ ردعمل اسپتال کے قریب، اموات کا سبب بننے والے ایک حملے کے بعد سامنے آیا ہے۔اسرائیلی فوج نے دعویٰ کیا تھا کہ کمال عدوان اسپتال سے دو فلسطینی افراد باہر نکلے،جن میں سے ایک نے مبینہ طور پر اسپتال کے اندر سے حاصل کیا گیا ایک دھماکہ خیز آلہ نصب کیا اور بعدازاں دونوں کوایک فضائی حملے میں نشانہ بنا کر ہلاک کردیا گیا ہے۔فوج نے کہا تھا کہ ہلاک ہونے والوں میں سے ایک کا نام محمد تموس تھا۔اسرائیلی فوج نے دعویٰ کیا کہ وہ فلسطینی سول ڈیفنس یونٹ میں خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ حماس کے عسکری ونگ سے بھی وابستہ تھا۔تاہم اسرائیلی فوج نے اپنے ان دعوؤں کے حق میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کہ اسپتال کے اندر دھماکہ خیز آلات ذخیرہ کیے گئے تھے،انہیں اسپتال سے باہر منتقل کیا گیا تھا یا طبی کمپلیکس کو مسلح کارروائیوں کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔حماس نے کہا کہ اسرائیل کی جانب سے طبی مراکز کے بارے میں بار بار لگائے جانے والے الزامات، جن میں کمال عدوان اسپتال سے مسلح جنگجوؤں کی سرگرمیوں کا الزام بھی شامل ہے، مکمل طور پر من گھڑنت ہیں۔تحریک نے کہا کہ یہ بیانیہ اسرائیل کے ان سابقہ دعوؤں کی عکاسی کرتا ہے جن میں اسپتالوں کے اندر کمانڈ مراکز قائم ہونے کے الزامات لگائے گئے تھے،لیکن وہ الزامات بھی بعد میں بے بنیاد ثابت ہوئے۔حماس کے مطابق اسرائیلی افواج خطے کے اسپتالوں، ہنگامی امدادی کارکنوں اور شہری بنیادی ڈھانچے پر حملوں کو جائز قرار دینے کے لیے بہانے تراش رہی ہیں۔

ٹیکساس میں ٹرمپ کی انتخابی تقریر کے دوران ہنگامہ، 10 افراد اجتماع سے نکال دیے گئے

واشنگٹن،(ایجنسیاں):امریکہ کی ریاست ٹیکساس میں صدر ٹرمپ کی انتخابی ریلی کے

دوران امریکی مظاہرین نے کئی مرتبہ ان کی تقریر روکنے کی کوشش کی۔ مقامی میڈیا کے مطابق تقریباً 10 افراد کواجتماع کے مقام سے نکال دیا گیا۔تفصیلات کے مطابق ٹیکساس میں ٹرمپ کی تقریر کے دوران مظاہرین نے بار باران کی گفتگو میں خلل ڈالا۔ ٹرمپ نے ان مظاہرین کو 'کرائے کے ایجنٹ' قرار دیا جبکہ اجتماع میں موجود ٹرمپ اور ریپبلکن پارٹی کے حامیوں نے مظاہرین کے خلاف شدید نعرے بازی کی اور امریکہ کی حمایت میں نعرے لگائے۔ ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہےکہ ایک مظاہرہ کرنیوالا شخص اجتماع سے نکالے جاتے وقت ہجوم کی جانب سے ہوٹنگ کے درمیان اپنے موبائل فون سے خود کی ویڈیو بنا رہا تھا۔ ایک دوسرے شخص نے ایسی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی جس پر 'کیوبا کو بچاؤ' کا نعرہ درج تھا۔ کیوبا اس وقت امریکہ کی سخت پابندیوں کا سامنا کر رہا ہے۔نومبر میں ہونیوالے وسط مدتی انتخابات سے قبل ٹرمپ نے اپنے حامیوں کو متحرک کرنے کیلئے انتخابی ریلیوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ تاہم متعدد جائزوں کے مطابق ان انتخابات میں ریپبلکن پارٹی کیلئے صورتحال زیادہ حوصلہ افزا دکھائی نہیں دے رہی۔ ریپبلکن پارٹی کو کانگریس کے دونوں ایوانوں میں اپنی اکثریت کھونے کا خدشہ ہے۔ایسا ہونے کی صورت میں ٹرمپ کو قانون ساز ادارے کی جانب سے مزید نگرانی اور جواب دہی کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کیونکہ امریکی نظام حکومت میں کانگریس صدر کے اختیارات کی نگرانی اور ان پر پابندی عائد کرنیکا کردار رکھتی ہے۔ دوسری جانب اخراجاتِ زندگی بھی انتخابی مہم کا ایک اہم موضوع بن گئے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کی جنگ اور ایران پر امریکی حملے کے نتیجے میں ایندھن کی قیمتوں میں شدید اضافے نے امریکی عوام کی معاشی مشکلات میں اضافہ کیا ہے۔ اسی دوران تہران کی جانب سے آبنائے ہرمز بند کیے جانے کے باعث تیل اور گیس کی قیمتوں میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

ایران کے جوہری پروگرام میں مزید پیشرفت، زراعت اور طب میں بھی نئی کامیابیوں کا دعویٰ

ملک کے خلاف عائد کیے جانے والے الزامات اور دعوے درست نہیں: محمد اسلامی

تہران،(ایجنسیاں): ایران کی جوہری توانائی تنظیم کے سربراہ محمد اسلامی نے دعویٰ کیا ہے کہ پابندیوں، دھمکیوں اور حملوں کے باوجود ملک کی جوہری صنعت نے مختلف شعبوں میں پیش رفت جاری رکھی ہے۔ایرانی جوہری توانائی تنظیم کے سربراہ نے ایرانی میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دباؤ کے باوجود ادارے نے صحت، زراعت اور ریڈیوفارماسیوٹیکلز سمیت مختلف شعبوں میں اپنی سرگرمیاں آگے بڑھائی ہیں۔محمد اسلامی نے ایران پر جوہری ہتھیار تیار کرنے کی خواہش کے الزامات کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے خلاف عائد کیے جانے والے الزامات اور دعوے درست نہیں۔ان کے بقول ان حالات کے باوجود ایرانی ماہرین نے اپنی ذمہ داریاں انجام دیں اور جدید سائنسی شعبوں میں ملک کی پیش رفت برقرار رکھی۔ ایران طویل عرصے سے مؤقف اختیار کرتا آیا ہے کہ اس کے پاس موجود اور افزودہ کیا جانے والا یورینیم پرامن مقاصد کیلئے ہے۔ تہران کے مطابق جوہری ٹیکنالوجی کا استعمال بجلی کی پیداوار ،طبی علاج اور سائنسی تحقیق سمیت شہری شعبوں میں کیا جارہا ہے۔اسلامی نے جوہری ٹیکنالوجی کے زرعی استعمال کا ذکر کیا اور کہا کہ ایران نے زرعی اور غذائی مصنوعات میں تابکاری ٹیکنالوجی کے استعمال کیلئے بڑے پیمانے پر کام کیا ہے۔

انکے مطابق ایسے بیج اور زرعی مصنوعات جنہیں پلازما یا تابکاری کے عمل سے گزارا گیا، ان کی پیداوار میں کم ازکم 30 فیصد اور بعض صورتوں میں 100 فیصد تک اضافہ دیکھا گیا ہے۔محمد اسلامی نے یہ بیان ایران میں بچوں کے کینسر کی تشخیص اور علاج کیلئے قائم کیے گئے ملک کے پہلے تعلیمی مرکز کے افتتاح کے موقع پر دیا۔ایران کا جوہری پروگرام طویل عرصے سے عالمی سطح پر تنازع کا مرکز ہے۔ مغربی ممالک تہران کی جوہری سرگرمیوں پر خدشات کا اظہار کرتے رہے ہیں، جبکہ ایران کا کہنا ہے کہ اس کا جوہری پروگرام مکمل طور پر پرامن اور شہری مقاصد کے لیے ہے۔

ایران نے جنگ کے دوران امریکی فوج کے 81 طیارے تباہ کیے، ایرانی وزیر خارجہ کا دعویٰ

تہران: ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی نے دعویٰ کیا ہے کہ ایران کے ساتھ جنگ میں امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں اور امریکی فوجی اثاثوں کو پہنچنے والا نقصان سرکاری طور پر جاری کیے گئے اعداد و شمار سے کہیں زیادہ ہے۔عباس عراقچی نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر ایک بیان میں امریکی فوجی نقصانات سے متعلق اعداد وشمار پیش کرتے ہوئے کہا کہ مئی میں امریکی کانگریس کی ریسرچ سروس نے تسلیم کیا تھا کہ ایرانی مسلح افواج نے 42 امریکی فوجی طیارے تباہ کیے تھے، جبکہ اب یہ تعداد 81 تک پہنچ چکی ہے۔ایرانی وزیر خارجہ نے اپنے دعوے کی حمایت میں امریکی فوجی اڈوں کی صورتحال پر بھی سوال اٹھایا۔ان کا کہنا تھا کہ اگر امریکی فوجی اڈوں کو کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچا تو امریکی سینٹرل کمانڈ ایک موجودہ سینیٹر کو ان اڈوں کا معائنہ کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتی۔

جنگ بندی کی مسلسل اسرائیلی خلاف ورزیاں جاری، غزہ میں ایک خاتون شہید

غزہ: قابض اسرائیلی فوج نے جمعرات کے روز مسلسل 364 ویں دن بھی بمباری، مسماری اور تباہ کاریوں کے ذریعے غزہ کی پٹی میں جنگ بندی کے معاہدے کی خلاف ورزی کا سلسلہ جاری رکھا، جبکہ اس کے ساتھ ہی اشیا، امداد اور سفر کی نقل وحرکت پر پابندیاں بھی بدستور برقرار رکھی گئیں۔ایک مقامی ذریعے نے اطلاع دی کہ آج صبح شہر غزہ کے شمال مغرب میں محطہ الخزندار کے گردونواح میں اسرائیلی توپ خانے کی بمباری کے نتیجے میں تیس سالہ خاتون اُحلام شعبان مبارک شہید ہوگئی۔غزہ کی پٹی کے جنوب میں واقع شہر رفح کے علاقے مواصی میں زعرب خاندان کے گھر کو نشانہ بنانے والی اسرائیلی توپ خانے کی بمباری کے نتیجے میں 7 افراد زخمی ہوگئے۔غزہ کی پٹی کے جنوب میں واقع شہر خان یونس کے شمال میں شارع 5 کے گردونواح میں ایک اسرائیلی ڈرون طیارے کی بمباری کے نتیجے میں متعدد شہری زخمی ہوگئے۔

قابض صہیونی عقوبت خانوں میں 9,350 اسیران کے خلاف تشدد اور طبی غفلت کا منظم تسلسل

غزہ: اسیران میڈیا آفس کی طرف سے تیار کردہ ایک رپورٹ میں جو فلسطینی اسیروں کے حالات اور ستمبر سنہ 2026ء کے آخر تک کی نمایاں پیش رفت کا احاطہ کرتی ہے، اسیر تحریک کے خلاف اسرائیلی تسلسل کے تحت جاری شدت پسندی کا پردہ چاک کیا گیا ہے، جس میں گرفتاریوں کی مہمات کو وسعت دینا، جبر وتشدد کے اقدامات کو سخت کرنا، اور قید کی کڑی شروط مسلط کرنا شامل ہے، جو بنیادی حقوق سے محرومی، طبی غفلت اور تشدد کے تسلسل کے ساتھ ساتھ جاری ہے۔

رپورٹ کے مطابق قابض صہیونی عقوبت خانوں میں فلسطینی اسیروں کی تعداد تقریباً 350,9 اسیروں تک پہنچ چکی ہے، جن میں 176,3 انتظامی قیدی، تقریباً 90 قیدی خواتین، 350 بچے، اس کے علاوہ 25 سینئر اسیران، 7 فلسطینی ارکانِ پارلیمنٹ، اور عمر قید کی سزاؤں کا سامنا کرنے والے غزہ کی پٹی کے 15 اسیر شامل ہیں۔

اسیران میڈیا آفس نے واضح کیا کہ غزہ کی پٹی پر نسل کشی کی جنگ کے آغاز سے لے کراب تک مغربی کنارے میں گرفتاریوں کے واقعات کی تعداد 25 ہزار سے تجاوز کر چکی ہے، جبکہ دھاووں، اجتماعی گرفتاریوں، فیلڈ انکوائریوں اور شہریوں پر حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ رپورٹ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ گرفتار ہونے والوں میں تقریباً 350 بچے شامل ہیں، جبکہ گرفتار صحافیوں کی تعداد تقریباً 38 مرد وزن صحافیوں تک پہنچ چکی ہے، جن میں غزہ کی پٹی کے 9 صحافی بھی شامل ہیں، اور قابض صہیونی عقوبت خانوں کے اندر 5 صحافی شہید ہو چکے ہیں۔ رپورٹ میں اس بات کی بھی توثیق کی گئی ہے کہ سات اکتوبر سنہ 2023ء کے بعد سے 92 اسیر شہید ہو چکے ہیں، جن میں عمر قید کی سزا پانے والے 13 اسیر بھی شامل ہیں، جبکہ سال 2026ء کے آغاز سے لے کراب تک عقوبت خانوں کے اندر 6 اسیر شہید ہو چکے ہیں، جس کے بعد سنہ 1967ء سے لے کراب تک اسیر تحریک کے شہداء کی مجموعی تعداد تقریباً 805 شہداء تک پہنچ گئی ہے۔اسیران میڈیا آفس نے بتایا کہ اسیران کو مار پیٹ اور تشدد کا مسلسل نشانہ بنایا جا رہا ہے، اس کے علاوہ ذلت آمیز تلاشیوں، انتقامی کارروائیوں، اور سیکشنز کے اندران کی روزمرہ زندگی پر سخت پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔ اس نے جلد کی بیماریوں، خاص طور پر خارش کے پھیلنے کی نشاندہی کی، ایسے ماحول میں جہاں قید کے حالات صفائی اور ہوا کے گزر سے محروم ہیں۔ کپڑوں اور ذاتی اشیاء کی قلت ہے، جبکہ بیمار اسیروں کو علاج اور ضروری طبی معائنے سے محروم رکھنے کی طبی غفلت کی پالیسی بدستور جاری ہے۔ رپورٹ میں اس بات کی تصدیق کی گئی کہ ان پالیسیوں کے نتیجے میں اسیروں بالخصوص دائمی امراض میں مبتلا افراد اور شدید زخمیوں کی صحت کی حالت مزید بگڑ گئی ہے، کیونکہ علاج میں تاخیر اور کافی طبی نگہداشت کا فقدان پایا جاتا ہے۔ رپورٹ میں ستمبر کے دوران قابض صہیونی عقوبت خانوں میں جبر کے اقدامات میں شدت کا مشاہدہ کیا گیا۔

محمود عباس فلسطینی پارلیمانی انتخابات کوملتوی کرنے پر غور کررہے ہیں: ذرائع

غزہ: جمعرات کے روز ذرائع نے بتایا ہے کہ فلسطینی اتھارٹی کے سربراہ محمود عباس ان پارلیمانی انتخابات کا اعلانِ ملتوی جاری کرنے کی طرف مائل ہیں، جو آئندہ اٹھائیس نومبر کو منعقد ہونا طے تھے۔

العربی ٹیلی ویژن کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے ذرائع نے واضح کیا کہ تاخیر کا اعلان اتوار کے روز طے شدہ انتخابی فہرستوں کی رجسٹریشن کا دروازہ بند ہونے سے پہلے کیا جا سکتا ہے۔انہوں نے اشارہ دیا کہ تحریکِ جہادِ اسلامی اور پاپولر فرنٹ اس رجحان کی حمایت کرتے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ انتخابات کے انعقاد کے لیے کسی نئی تاریخ پر تاحال اتفاق نہیں ہوسکا ہے، جبکہ انتخابی عمل کے مستقبل اور اگلے مرحلے کے انتظامات کے حوالے سے فلسطینی دھڑوں اور قوتوں کے درمیان مشاورت کا سلسلہ جاری ہے۔

اس سے پہلے ایک باخبر ذریعے نے انکشاف کیا تھا کہ تحریک فتح کی مرکزی کمیٹی نے پارلیمانی انتخابات کو ملتوی کرنے کی سفارش پیش کی ہے، جبکہ تحریک کے اندر ووٹنگ کی تاریخ کو اگلے سال کے موسم گرما تک لے جانے کی تجاویز پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔گردش کرنے والے اعداد وشمار کے مطابق تاخیر کے فیصلے کوانتخابی عمل کے تکنیکی اور لاجسٹک حالات سے متعلقہ شکل میں جاری کرنے پر غور کیا جا رہا ہے، خاص طور پر غزہ کی پٹی اور مقبوضہ بیت المقدس میں انتخابات کے انعقاد سے متعلق مشکلات کی وجہ سے۔

اس ضمن میں ہفتے کے آغاز پر ایک ذمہ دار فلسطینی ذریعے نے بتایا کہ قابض اسرائیلی حکام انتخابی کمیشن کوغزہ کی پٹی اور مقبوضہ بیت المقدس میں داخلے کی اجازت دینے سے انکار کر رہے ہیں۔

تاہم مرکزی الیکشن کمیشن کے ترجمان فرید طعم اللہ نے اس بات کی تصدیق کی کہ کمیشن کے پاس غزہ کی پٹی میں درجنوں ملازمین اور تربیت یافتہ وقابل عملہ موجود ہے، جوانتخابی عمل کے مختلف مراحل کونافذ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

فرید طعم اللہ نے کہا کہ کمیشن اس حوالے سے جاری ہونے والی ان خبروں کا فالو اپ لے رہا ہے جن میں قابض حکام کی جانب سے اس کے حکام کو تیاریوں کا جائزہ لینے کے لیے غزہ کی پٹی میں جانے کی اجازت نہ دینے کا ذکر کیا گیا ہے، اور انہوں نے مغربی کنارے سے کمیشن کے حکام کوغزہ جانے سے روکنے کے عمل کو ایک افسوسناک امر قرار دیا۔

مرکزی انتخابی کمیشن نے گذشتہ ستائیس ستمبر کو اس بات کی تصدیق کی تھی کہ نامزدگی سے متعلق قانونی مدت میں ترمیم اٹھائیس نومبر کو مقرر کردہ ووٹنگ کی تاریخ پر اثر انداز نہیں ہوگی، وہ اس حوالے سے جاری کردہ صدارتی فرمان کے مطابق انتخابی عمل کا انتظام جاری رکھے گی۔اسی تناظر میں اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' نے اعلان کیا ہے کہ اس کا ایک وفد مغربی کنارے میں تحریک کے سربراہ زاہر جبارین کی قیادت میں فلسطینی قومی گفت و شنید کے اقدامات سے متعلق مشاورت کو مکمل کرنے کے لیے مصری دارالحکومت قاہرہ روانہ ہوگیا ہے۔حماس کے اعلان کے مطابق اس وفد میں سیاسی بیورو کے رکن اور قومی تعلقات کے دفتر کے سربراہ حسام بدران اور غزہ کی پٹی میں سیاسی بیورو کے رکن غازی حمد شامل ہیں، جہاں ان کی متعدد فلسطینی دھڑوں اور قوتوں سے ملاقاتیں طے ہیں۔

یہ ملاقاتیں قومی گفت و شنید کو آگے بڑھانے، فلسطینی قوتوں کے درمیان نقطہ ہائے نظر کو قریب لانے، اور موجودہ مرحلے اور فلسطین کے منصفانہ نصب العین کی پیش رفت سے جڑے ہوئے امور پر بحث کرنے پر مرکوز ہیں۔انتخابات کی تاخیر سے متعلق یہ بات چیت ایسے وقت میں سامنے آرہی ہے جب قاہرہ میں قومی گفت وشنید پر فلسطینی مشاورت کا سلسلہ جاری ہے، جبکہ فلسطینی ذرائع کی جانب سے انتخابات کی تاریخ اوراس کے انتظامات پر ازسرنو غور کرنے کی ضرورت کے بارے میں متعدد دھڑوں کے درمیان ابتدائی فہم وفراہمی کی باتیں بھی کی جارہی ہیں۔

گذشتہ 3 برسوں کے دوران مغربی کنارے اور مقبوضہ بیت المقدس میں 168,4 مزاحمتی کارروائیاں

غزہ: فلسطینی انفارمیشن سینٹر 'معط ※' نے سات اکتوبر سنہ 2023ء سے لے کر سات اکتوبر سنہ 2026ء تک کے عرصے کے دوران مغربی کنارے اور مقبوضہ بیت المقدس میں 168,4 معیاری مزاحمتی کارروائیوں کی دستاویزی توثیق کی ہے، جن میں فائرنگ، مسلح جھڑپیں اور دیسی ساختہ بموں کے دھماکے کے ساتھ ساتھ چاقو سے حملے اور گاڑی چڑھانے کی کارروائیاں بھی شامل ہیں۔ سینٹر کی رپورٹ میں درج اعداد و شمار مسلح جھڑپوں اور دیسی بموں کے ذریعے قابض فوج کونشانہ بنانے کے نمایاں رجحان کوظاہر کرتے ہیں، جبکہ ان 3 برسوں کے دوران ریکارڈ کی گئی کارروائیوں میں تنوع بھی پایا جاتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق 288,1 فائرنگ کے واقعات اور 241,1 مسلح جھڑپیں ریکارڈ کی گئیں، اس کے علاوہ قابض فوج کو دیسی ساختہ بموں سے نشانہ بنانے کے 356,1 واقعات بھی پیش آئے۔

سینٹر نے اس کے علاوہ 77 چاقو کے وار اور 57 گاڑی چڑھانے کی کارروائیوں کا بھی احاطہ کیا ہے، جن کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ ان میں قابض فوجیوں اور یہودی آباد کاروں کونشانہ بنایا گیا، اس کے علاوہ ایک بس دھماکے، کار بم دھماکے، ایک فدائی کارروائی اور قابض فوج کی صفوں کے پیچھے گھسنے کے واقعے کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

یہ اعداد و شمار قابض فوج کے دھاووں کے دوران ہونے والی جھڑپوں اور الگ تھلگ نشانہ بنانے کی کارروائیوں کے درمیان ٹکراؤ کی مختلف شکلوں کوظاہر کرتے ہیں۔

مادی نقصانات کے حوالے سے 'معط ※' نے 94 فوجی گاڑیوں کو ناکارہ بنانے، تنصیبات، آلات اور فوجی گاڑیوں کونذر آتش کرنے کے 53 واقعات کا حساب لگایا ہے، اس کے علاوہ قابض فوج سے تعلق رکھنے والی 243 گاڑیوں کو نقصان پہنچایا گیا، اسی مدت کے دوران قابض ریاست کے 20 جاسوس طیارے گرائے گئے۔سینٹر نے کہا کہ ان 3 برسوں کا حاصلِ کلام مغربی کنارے اور مقبوضہ بیت المقدس میں مزاحمتی عمل کے تسلسل اوراس کی شکلوں کے تنوع کی نشاندہی کرتا ہے۔مغرب کنارے اور مقبوضہ بیت المقدس میں یہ مزاحمتی عمل قابض ریاست اور یہودی آباد کاروں کے حملوں، زمین پر قبضے کی کوششوں اور وہاں کے باشندوں کو جبراً بے دخل کرنے کے اقدامات کا مقابلہ کرنے کے تناظر میں سامنے آتا ہے۔

چنانچہ وال اینڈ سیٹلمنٹ ریزسٹنس کمیشن کے مطابق، قابض ریاست اور یہودی آباد کاروں نے اکیلے ستمبر سنہ 2026ء کے دوران 051,2 حملے کیے، جو کہ 21 نئی استعماری چوکیاں قائم کرنے، 254 فلسطینی تنصیبات کومسمار کرنے، اور 821,3 استعماری یونٹس پر مشتمل منصوبوں کو آگے بڑھانے کی کوششوں کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔

کمیشن نے اس بات پر زور دیا کہ یہ حملے، گھروں کی مسماری، فصلوں کی تخریب اور زمینوں تک رسائی پر پابندی مل جل کر فلسطینیوں کے اپنی زمین پر بقا کے امکانات کو کمزور کرتی ہیں؛ یہ ایک ایسا سیاق وسباق ہے جو جبری بے دخلی اور استعماری پھیلاؤ سے فلسطینی وجود کے تحفظ کی خاطر جاری کشمکش کے دائرے میں تصادم کے تسلسل کو برقرار رکھتا ہے۔

Sahafat Urdu Daily Birmingham (U.K.) Web Edition, Published by Nagma Amir from Teddington Grove, Perry Barr, Birmingham B 42IRG U.K.
Proprietor and Group Editor: Aman Abbas, Resident Editor: Amir Mehdi, (Responsible for the selection of News) Bureau Chief: Nagma Amir, E-mail: naghmaamir@rediffmail.com, Mobile:+447897386368

فرقہ واریت ہندوستانی جمہوریت کیلئے کتنی خطرناک ہے؟

محبوب الحسن محبوب مظفرنگری

ہندوستان صرف ایک ملک نہیں، بلکہ مختلف مذاہب، زبانوں، تہذیبوں، ثقافتوں اور روایات کا حسین امتزاج ہے۔ یہاں صدیوں سے مختلف مذہبی اور سماجی طبقات ایک دوسرے کے ساتھ رہتے آئے ہیں۔ یہی تنوع ہندوستان کی شناخت بھی ہے اور اس کی طاقت بھی۔ لیکن جب یہی مذہبی یا سماجی شناخت نفرت، تعصب اور باہمی دشمنی کی بنیاد بن جائے تو یہ صورتِ حال صرف معاشرے کے امن کو متاثر نہیں کرتی بلکہ جمہوری نظام کی بنیادوں کو بھی کمزور کرنے لگتی ہے۔

فرقہ واریت دراصل اس ذہنیت کا نام ہے جس میں انسان اپنے مذہب، ذات یا برادری کو دوسروں سے برتر سمجھتے ہوئے دوسرے گروہ کو شک، نفرت یا دشمنی کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ اختلافِ رائے اور مذہبی اختلاف فطری چیز ہے، لیکن اختلاف کو دشمنی میں تبدیل کردینا کسی بھی مہذب معاشرے کے لیے خطرناک ہے۔

جمہوریت صرف ووٹ کا نام نہیں : اکثر جمہوریت کو صرف انتخابات اور ووٹ دینے تک محدود سمجھ لیا جاتا ہے، حالاں کہ جمہوریت کا حقیقی مفہوم اس سے کہیں وسیع ہے۔ جمہوریت میں ہر شہری کو برابر کا انسان اور برابر کا شہری سمجھا جاتا ہے۔ اسے اپنے مذہب پر عمل کرنے، اپنی زبان وثقافت کو محفوظ رکھنے اور قانون کے سامنے مساوی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

ہندوستان کا آئین بھی مساوات، آزادی اور مذہبی آزادی کے اصولوں کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ آرٹیکل 14 قانون کے سامنے مساوات کی ضمانت دیتا ہے، جبکہ آرٹیکل 15 مذہب، نسل، ذات، جنس اور جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیاز کی ممانعت کرتا ہے۔

ایسے میں فرقہ واریت جمہوریت کے بنیادی تصور سے ٹکرا جاتی ہے، کیونکہ جمہوریت شہری کو پہلے انسان اور ہندوستانی شہری کی حیثیت سے دیکھتی ہے، جبکہ فرقہ واریت اسے سب سے پہلے کسی مذہب یا گروہ کے خانے میں تقسیم کردیتی ہے۔

فرقہ واریت کا پہلا نشانہ اعتماد ہوتا ہے : کسی بھی جمہوری معاشرے کی اصل طاقت عوام کا باہمی اعتماد ہے۔ جب ایک شخص اپنے پڑوسی کو صرف اس کے مذہب کی بنیاد پر شک کی نگاہ سے دیکھنے لگے، جب بازار میں کاروباری تعلقات مذہبی شناخت سے متاثر ہونے لگیں، جب بچے اسکول میں ایک دوسرے کو مذہبی خانوں میں تقسیم کرنے لگیں، تو معاشرے میں وہ خاموش دیوار کھڑی ہوجاتی ہے جو کسی قانون سے فوراً نہیں گرتی۔

فرقہ وارانہ نفرت پہلے دلوں کو تقسیم کرتی ہے، پھر محلے، شہر اور بالآخر پورے معاشرے کو متاثر کرسکتی ہے۔

سیاست میں فرقہ واریت کا اثر : جمہوری سیاست میں عوام کو اپنے مسائل، ترقی، تعلیم، روزگار، صحت، مہنگائی اور بنیادی سہولتوں کے بارے میں سوال کرنے کا حق ہے۔ لیکن اگر سیاسی گفتگو میں مذہبی شناخت ہی سب سے بڑا معیار بن جائے تو اصل عوامی مسائل پس منظر میں چلے جاتے ہیں۔

یہاں ایک بنیادی اصول سمجھنے کی ضرورت ہے: مذہب انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی کا اہم حصہ ہوسکتا ہے، لیکن شہری حقوق کا معیار مذہبی شناخت نہیں ہونا چاہیے۔

جمہوریت اس وقت مضبوط ہوتی ہے جب شہری اپنے نمائندوں سے کارکردگی کا حساب مانگیں؛ اور کمزور اس وقت ہوتی ہے جب شہریوں کو ایک دوسرے سے خوف زدہ کرکے اجتماعی مسائل سے توجہ ہٹ جائے۔

سوشل میڈیا نے خطرہ بڑھایا ہے : آج فرقہ وارانہ اشتعال صرف جلسوں یا تقریروں تک محدود نہیں رہا۔ ایک جھوٹی خبر، پرانی ویڈیو، غلط عنوان یا اشتعال انگیز پیغام چند لمحوں میں ہزاروں افراد تک پہنچ سکتا ہے۔

اسی لیے شہری ذمہ داری پہلے سے زیادہ اہم ہوگئی ہے۔ کسی مذہب یا طبقے کے خلاف پیغام دیکھتے ہی اسے آگے بڑھا دینا صحافت نہیں، ذمہ داری نہیں، بلکہ بعض حالات میں خطرناک عمل بن سکتا ہے۔

موجودہ فوجداری قانون میں بھی مختلف گروہوں کے درمیان مذہب، ذات، زبان، علاقہ وغیرہ کی بنیاد پر دشمنی یا نفرت پیدا کرنے والے بعض اعمال کو جرم قرار دیا گیا ہے۔

فرقہ واریت معیشت کو بھی نقصان پہنچاتی ہے : جہاں خوف اور کشیدگی ہو وہاں کاروبار، تجارت، سرمایہ کاری اور روزگار بھی متاثر ہوتے ہیں۔ کوئی بھی معاشرہ مسلسل بے اعتمادی اور کشیدگی کے ماحول میں ترقی نہیں کرسکتا۔

ہندوستان جیسے بڑے ملک میں معاشی ترقی کا انحصار اس بات پر بھی ہے کہ مختلف طبقات امن واعتماد کے ساتھ تعلیم حاصل کریں، کاروبار کریں، روزگار حاصل کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔

اس لیے فرقہ وارانہ ہم آہنگی صرف اخلاقی ضرورت نہیں بلکہ معاشی ترقی کی بھی بنیادی شرط ہے۔

ہندوستانی آئین کا پیغام : ہندوستانی آئین کی تمہید میں انصاف، آزادی، مساوات اور اخوت کو قومی زندگی کے بنیادی مقاصد میں شامل کیا گیا ہے۔ اس میں فرد کی عزت اور ملک کی وحدت وسالمیت کے ساتھ اخوت کو جوڑا گیا ہے۔

یہاں ایک قابلِ توجہ بات یہ بھی ہے کہ آئین کے بنیادی فرائض میں شہریوں سے کہا گیا ہے کہ وہ مذہبی، لسانی اور علاقائی اختلافات سے بالاتر ہوکر تمام ہندوستانیوں کے درمیان ہم آہنگی اور مشترکہ اخوت کے جذبے کو فروغ دیں۔

یعنی باہمی احترام صرف اخلاقی نصیحت نہیں؛ یہ ہندوستانی شہری زندگی کے آئینی تصور کا بھی حصہ ہے۔

فرقہ واریت کا علاج کیا ہے؟

اس کا علاج کسی ایک طبقے کو موردِ الزام ٹھہرانے میں نہیں، بلکہ قانون کی بالادستی، غیر جانب دار انصاف، ذمہ دار سیاست، معیاری تعلیم، آزاد اور ذمہ دار صحافت اور شہری شعور میں ہے۔

ہر مذہب اور ہر طبقے کے ذمہ دار افراد کو اپنے لوگوں کو یہ سمجھانا ہوگا کہ کسی فرد کے جرم کی ذمہ داری پورے مذہب یا پوری برادری پر عائد نہیں کی جاسکتی۔

اسی طرح میڈیا اور سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کو خبر کی تصدیق کے بغیر اسے پھیلانے سے گریز کرنا ہوگا۔ حکومت اور انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ قانون سب کے لیے یکساں طور پر نافذ ہو اور کسی بھی قسم کی نفرت یا تشدد کے معاملے میں قانون کے مطابق کارروائی ہو۔

ہمیں ہندوستان کو کیا بنانا ہے؟

یہ سوال صرف حکومت سے نہیں، ہر شہری سے ہے۔

ہم ایسا ہندوستان چاہتے ہیں جہاں مندر کی گھنٹی اور مسجد کی اذان ایک دوسرے کے لیے خطرہ نہ ہوں؛ جہاں مختلف زبانیں ایک دوسرے کی دشمن نہ ہوں؛ جہاں کسی شہری کی حب الوطنی کو اس کے مذہب کے ترازو میں نہ تولا جائے؛ جہاں اختلاف ہو مگر دشمنی نہ ہو، بحث ہو مگر نفرت نہ ہو، سیاست ہو مگر معاشرتی رشتے نہ ٹوٹیں۔

ہندوستان کی خوب صورتی اس کی یک رنگی میں نہیں بلکہ اس کے رنگا رنگ وجود میں ہے۔

اختتامیہ

فرقہ واریت کا سب سے بڑا نقصان یہ نہیں کہ دو گروہوں کے درمیان وقتی کشیدگی پیدا ہوجاتی ہے؛ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جس معاشرے میں شہری اپنے ہی ہم وطنوں سے خوف محسوس کرنے لگیں، وہاں جمہوری اداروں کے لیے بھی چیلنج بڑھ جاتا ہے۔

اس لیے ہندوستانی جمہوریت کی مضبوطی صرف پارلیمنٹ، اسمبلیوں اور انتخابات سے نہیں ہوگی؛ اس کی اصل مضبوطی اس وقت ہوگی جب ہندوستان کا عام شہری یہ محسوس کرے کہ وہ اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ اس ملک کا برابر کا شہری بھی ہے، اور اس کے پڑوس میں رہنے والا مختلف مذہب کا انسان بھی اسی وطن کا برابر کا شہری ہے۔

فرقہ واریت دیواریں بناتی ہے، جمہوریت پل بناتی ہے۔

فرقہ واریت نفرت کو جنم دیتی ہے، جمہوریت اختلاف کے باوجود ساتھ رہنا سکھاتی ہے۔

اور ہندوستان کی جمہوری روح کا تقاضا یہی ہے کہ اختلاف باقی رہے، مگر انسانیت اور اخوت بھی باقی رہیں۔ □□

> **سوشل میڈیا نے خطرہ بڑھایا ہے** : آج فرقہ وارانہ اشتعال صرف جلسوں یا تقریروں تک محدود نہیں رہا۔ ایک جھوٹی خبر، پرانی ویڈیو، غلط عنوان یا اشتعال انگیز پیغام چند لمحوں میں ہزاروں افراد تک پہنچ سکتا ہے۔ اسی لیے شہری ذمہ داری پہلے سے زیادہ اہم ہوگئی ہے۔ کسی مذہب یا طبقے کے خلاف پیغام دیکھتے ہی اسے آگے بڑھا دینا صحافت نہیں، ذمہ داری نہیں، بلکہ بعض حالات میں خطرناک عمل بن سکتا ہے۔ موجودہ فوجداری قانون میں بھی مختلف گروہوں کے درمیان مذہب، ذات، زبان، علاقہ وغیرہ کی بنیاد پر دشمنی یا نفرت پیدا کرنے والے بعض اعمال کو جرم قرار دیا گیا ہے۔

روزنامہ صحافت

تصادم سے نہیں بات چیت سے حل

ووٹر لسٹ کے اسپیشل انٹینسیو ریویژن (SIR) کے عمل میں سنگین بے ضابطگیوں کے خلاف ملک بھر میں لوگ سڑکوں پر نکل کر احتجاج کر رہے ہیں۔ پولیس ان سے بات کرنے کی بجائے انہیں روکنے کی کوشش کر رہی ہے۔ کسی بھی جمہوری نظام کا اصل امتحان اس وقت ہوتا ہے جب عوام کو حکومتی پالیسیوں پر سوال اٹھانے کا حق حاصل ہو۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ عوام کے سوالات کا جواب دے اور ان کی شکایات کا ازالہ کرے۔ تاہم صورتحال یہ ہے کہ جب کسی پولیس افسر پر احتجاج اور رکاوٹوں میں ملوث ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے تو معاملے کی تحقیقات کرنے اور قصوروار پائے جانے والے افسر کے خلاف کارروائی کرنے کے بجائے ملزم کو ترقی دینے کی خبریں سامنے آتی ہیں۔ اس معاملے میں ایس آئی آر کا پورا عمل اور الیکشن کمیشن کے کئی فیصلے اس وقت سوالوں کی زد میں ہیں۔ معاملہ عدالت میں بھی ہے، اور ابھی تک کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ دوسری جانب جہاں لوگ احتجاج کر رہے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ پولیس کو مظاہرین کو دبانے کے لیے کھلی چھوٹ دی گئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ پولیس اپنی ڈیوٹی کے کم سے کم تقاضوں کو بھول گئی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دہلی میں جاری احتجاج کے دوران ایک پولیس افسر پر کچھ خواتین صحافیوں کے ساتھ بدسلوکی اور جنسی زیادتی کا الزام بھی لگایا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اتنے سنگین الزام سے اس واقعہ کی تحقیقات اور ملزمان کے خلاف سخت کارروائی ہونی چاہئے تھی۔ تاہم خاتون صحافی کے ساتھ نامناسب رویے کے ملزم پولیس افسر کو مبینہ طور پر ترقی دے دی گئی۔ تاہم، اس خبر کے بریک ہونے اور اس فیصلے پر سوالات اٹھنے کے بعد، حکومت نے عارضی طور پر پروموشن کو روک دیا۔ تاہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جب پروموشن کا اعلان کیا گیا تو خاتون صحافی کے ساتھ بدسلوکی پر عوام میں شدید غم وغصہ پایا گیا اور ملزمان کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس واقعہ سے بے خبر تھی؟ اگر حکومت واقعی اس واقعے سے بے خبر تھی تو کیا یہ پورے حکومت اور انٹیلی جنس نظام کی ناکامی نہیں؟ قومی راجدھانی کے طور پر، یہ توقع کی جاتی ہے کہ سیکورٹی انتظامات کی وجہ سے خواتین دہلی میں خود کو محفوظ محسوس کریں۔ تاہم، صورتحال یہ ہے کہ ایک بڑے مظاہرے کے دوران، ایک خاتون صحافی کے ساتھ بدسلوکی کا الزام کسی اور پر نہیں بلکہ ایک پولیس افسر پر لگایا جاتا ہے، جو خواتین کو کسی بھی قسم کے ناروا سلوک سے بچانے کا ذمہ دار ہے۔ جہاں تک SIR کے حوالے سے اپوزیشن جماعتوں کے احتجاج کا تعلق ہے تو یہ کہے بغیر کہ الیکشن کمیشن کا رویہ اپوزیشن کو صرف سیاسی پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے بلکہ وہ اس معاملے کو بہتر طریقے سے ہینڈل کر سکتا تھا۔ درحقیقت الیکشن کمیشن اس بنیادی حقیقت کو مسلسل نظرانداز کر رہا ہے کہ اس کی شبیہ تبھی بہتر ہوگی جب ملک کی ہر پارٹی کے ووٹرز اس پر اعتماد کریں گے۔ جمہوریت میں عوامی اعتماد کا اظہار سیاسی جماعتوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ الیکشن کمیشن اس وقت الزامات میں گھرا ہوا ہے جیسا کہ ملک کی جمہوریت کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔ صورتحال یہ ہے کہ اپوزیشن جماعتیں چیف الیکشن کمشنر کے استعفے کے مطالبے پر بضد ہیں۔ دوسری طرف عوام میں یہ پیغام جارہا ہے کہ ان سے ووٹ کا حق زبردستی چھینا جارہا ہے۔

مراسلہ

ہندوستان میں عوام قہر قدرت کے شکار ہوکر آرہے ہیں۔ کیوں؟ ملک کے باشعور عوام کیلئے لمحہ فکر............

مکرمی! سالہا سال سے ملک کے اطراف واکناف میں عوام قدرت کے قہر کا شکار ہوکر آرہے ہیں۔ پچھلے سال 2025ء میں ملک کے اطراف واکناف میں سرکاری طور سڑک حادثات کی تعداد 5 لاکھ اور 13 ہزار رہی تھی جن میں ایک لاکھ اور 84 ہزار افراد جاں بحق ہوئے تھے یعنی یہاں اوسط ہر روز 14 سو سڑک حادثات اور ساٹھ انسانی جانیں تلف ہوئی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ ہوائی جہاز بھی گر کر تباہ ہوکر سوار مسافر جل کر راکھ ہوگئے تھے اس سلسلہ میں 12 جون 2025ء کا ہوائی حادثہ قابل ذکر ہے ملک بھر میں مرکزی وریاستی سرکاروں کے دفاتر میں رشوت خوری و نااہلیت معمول بن چکے ہیں۔ سرکاری عدالتوں سے عام لوگوں کو وقت پر انصاف کی فراہمی نہیں ہے۔ مہنگائی میں غیر ضروری اضافہ بے لگام جاری ہے جس کی وجہ سے عام ہندوستانی کا کمر ٹوٹ چکا ہے۔ ملک میں بے روزگاری کا مسلہ شدت سے موجود ہے باوثوق زرایعہ کے مطابق اسوقت ملک میں 10 کروڑ افراد جو 20 سال تا 40 سال عمر کے ہیں بے کار پڑے ہیں اسے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ملک کے حالات کس قدر ابتر ہیں آخر ملک میں ایسے حالات کیوں ہورہے ہیں؟

مشاہدے میں آتا ہے کہ مرکزی وریاستیں سرکاریں ملک میں اقلیتی قوموں کے ساتھ ناانصافی، تعصب ونفرت سے سرشار ہوکر حکمرانی انجام دے رہی ہیں۔ مسلمان یہاں سب سے بڑی اقلیت ہے ایک اندازے کے مطابق اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد 25 کروڑ افراد پر مشتمل ہے جو کل آبادی کا اٹھارہ فیصدی شرح ہے اس بڑی اقلیتی قوم کے باشندوں کے ساتھ ناانصافیاں، ظلم وجبر روا رکھا گیا۔ ان کے شریعتی اور دینی معاملات میں بے جا مداخلت جاری ہے۔ یہاں تک کہ تین طلاق کو کالعدم اور مسلم عورت کو بغیر محرم سالانہ حج ادا کرنے کو جائز قرار دیا گیا جو کہ دین اسلام کی کھلم کھلا توہین ہے۔ ہندوستان میں مسلمان پچھلے چودہ سو سال وقت سے باشندے ہوکر آرہے ہیں 43-642ء مطابق 22 ہجری سال میں عرب دنیا کے عالم دین وصحابی جناب مالک بن دینارؓ کیرالہ ریاست میں وارد ہوئے اور یہاں تجارتی سلسلے کے تحت دین اسلام، شریعت و سنت رسول ﷺ کے تعلیمات کا تبلیغ کیا۔ مسلمانوں نے اس ملک پر سات سو سال زائد عرصہ تک کامیاب وکامرانی طور حکمرانی انجام دیا ہے تب ہی ملک ہندوستان کے حدود موجودہ افغانستان سے لیکر سری لنکا۔ برما (میانمار) بنگلہ دیش یہاں تک کہ تبت تک پھیلے تھے۔ شیر شاہ سوری نے کابل سے لیکر کلکتہ تک گرینڈ ٹرنک روڑ کی داغ بیل ڈالی ہے۔ مگر بدقسمتی سے انگریزوں نے ہندوستان پر قابض ہوکر نہ صرف سری لنکا۔ افغانستان ومیانمار کو ہندوستان سے علاحدہ کر کے رکھدیا بلکہ 14 اگست 1947ء کو ملک کا بٹوارہ دو قومی نظرئے کے تحت کروایا اور نیا ملک پاکستان وجود میں آیا۔ تب سے نیم برصغیر ہندوستان میں رہنے والے قریباً، دوسو کروڑ لوگوں کی زندگیاں بسر کرنے کیلئے ناسازگار حالات پیدا کر کے رکھدئے ہیں۔ انگریزوں کو ہندوستان سے باہر نکالنے میں مسلمانوں اور وطن پرست ہندوں نے جان ومال کی قربانیاں پیش کی تھیں۔

مرکزی وکئی ریاستوں میں موجودہ بی جے پی سرکاریں مسلمانوں کو ہراسان کرنے میں ہر قدم اُٹھاتے آرہی ہے جو کہ ملک کی سالمیت اور سازگار ماحول کے لئے اچھا نہیں ہے۔ مسلم دنیا میں ہندوستان اور یہاں کے عوام کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ صرف پانچ عرب ممالک سعودی عرب، یو اے ای، بحرین، قطر اور کویت میں اس وقت ایک کروڑ بیس لاکھ ہندوستانی روزگار کے سلسلے میں وہاں مقیم ہیں وہ نہ صرف اپنے اپنے روزمرہ اخراجات پورے کرتے ہیں بلکہ ہر سال 120 ارب ڈالر مالیت کے رقوم زرمبادلہ کی شکل میں ملک کے مرکزی بینک میں جمع کراتے آرہے ہیں۔

ہندوستان کو اقتصادی معاشی سائنس وٹکنالوجی۔ سیاسی وسماجی اور اخلاقی طور مضبوط ومستحکم بنانے کیلئے ملک کے آئین کو مقدم ٹھرانا بہت ہی اہم ہے تب ہی ملک کے تمام علاقوں میں عوام امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرسکتے ہیں اور گنگا جمنی تہذیب پھر سے عیاں ہوگی۔

محمد اشرف ککرو
9858434696

پیام اعظمی: لفظ کا اضطراب، فکر کا انقلاب

سیّد کرامت حسین شعور جعفری

اردو ادب میں بعض لوگ لکھتے ہیں، بعض لوگ شعر کہتے ہیں اور بعض لوگ اپنے عہد کے سوئے ہوئے ضمیر کو آواز دیتے ہیں۔ پیام اعظمی کا تعلق اسی آخری قبیلے سے ہے۔ ان کے یہاں لفظ محض اظہار کا وسیلہ نہیں، بیداری کی قوت ہے؛ شعر محض جمالیاتی تجربہ نہیں، فکری اضطراب ہے اور نثر محض معلومات کی ترسیل نہیں، ذہن کے بند دریچوں پر دستک ہے۔ ان کی تحریر پڑھتے ہوئے قاری صرف مصنف کے خیالات سے واقف نہیں ہوتا، وہ اپنے اندر موجود اس انسان سے بھی آشنا ہوتا ہے جسے زمانے کی مصلحتوں، عادتوں اور خاموشیوں نے کہیں دبا دیا ہے۔

پیام اعظمی کی اصل شناخت اسی فکری بے قراری میں ہے۔ وہ مطمئن ذہن کے شاعر نہیں؛ سوال اٹھانے والے قلم کار ہیں۔ ان کا مزاج قبولِ عام کے سکون سے زیادہ حقیقت کے اضطراب سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں مذہب محض رسوم کا مجموعہ نہیں، ایک زندہ فکری نظام ہے؛ کربلا صرف ماضی کا المیہ نہیں، انسانی ضمیر کا دائمی امتحان ہے؛ اور اہل بیت علیہم السلام سے محبت صرف جذباتی وابستگی نہیں، حق، عدالت، شجاعت، آزادی اور انسانی کرامت کے ایک مکمل تصور سے وابستگی ہے۔

ان کی شاعری کی تہہ میں اترنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ وہ واقعہ نہیں، اس کے باطن کو موضوع بناتے ہیں۔ کربلا ان کے لئے صرف شہادتوں کا بیان نہیں بلکہ اس سوال کا نام ہے کہ انسان طاقت کے سامنے اپنی اخلاقی آزادی کہاں تک محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اسی لئے ان کے یہاں امام حسین علیہ السلام تاریخ کے ایک مقدس کردار سے آگے بڑھ کر ایک زندہ معیار بن جاتے ہیں۔ ان کا معروف مصرع؛

"چودہ صدیاں بیت گئیں
شبیر کا چرچا باقی ہے"

بظاہر سادہ ہے مگر اپنے اندر تاریخ کا پورا فلسفہ سموئے ہوئے ہے۔ اقتدار گزر جاتا ہے، سلطنتیں مٹ جاتی ہیں، جبر کے ایوان خاک ہوجاتے ہیں مگر وہ کردار زندہ رہتا ہے جو انسانیت کے بنیادی اصولوں کے لئے قربانی دے۔ یہی پیام اعظمی کے شعری شعور کی ایک بنیادی جہت ہے۔

ان کے یہاں انقلاب شور نہیں، شعور ہے۔ انقلاب کا مطلب محض حکومت یا نظام کی تبدیلی نہیں؛ انسان کے اندر معیارِ حق کی تبدیلی، نگاہ کی اصلاح، ضمیر کی بیداری اور مصلحت کے مقابلے میں اصول کا انتخاب بھی انقلاب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا قلم کسی ایک سیاسی نعرے کا اسیر نہیں دکھائی دیتا۔ وہ انسان کے اندر انقلاب چاہتے ہیں؛ ایسا انقلاب جس میں خوف کی جگہ حریت، جہالت کی جگہ معرفت، بے حسی کی جگہ احساس اور جمود کی جگہ حرکت پیدا ہو۔

پیام اعظمی کی انقلابی فکر کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ عقیدت کو شعور سے جدا نہیں کرتے۔ اہل بیت علیہم السلام کی محبت ان کے ہاں محض آنکھوں کی نمی نہیں، کردار کی ذمہ داری ہے۔ اگر امام حسین علیہ السلام سے محبت انسان کو ظلم کے سامنے خاموش رکھے تو ایسی محبت کے معنی پر سوال اٹھنا چاہیے۔ اگر امام علی علیہ السلام کا نام زبان پر ہو مگر عدل زندگی میں نہ ہو تو نسبت کا دعویٰ اپنے اندر ایک اخلاقی خلا رکھتا ہے۔ اگر زینب سلام اللہ علیہا کا ذکر ہو مگر حق گوئی، استقامت اور عزتِ نفس زندگی سے غائب ہوں تو کربلا ابھی ہمارے اندر داخل نہیں ہوئی۔ پیام اعظمی کی فکر کا اصل ہیجان اسی مقام سے پیدا ہوتا ہے جہاں عقیدہ کردار کا مطالبہ بن جاتا ہے۔

ان کی شاعری میں فن اور فکر کا رشتہ بھی قابلِ توجہ ہے۔ وہ محض پیغام کو شعر نہیں بناتے؛ شعر کے فنی امکانات سے پیغام کی تاثیر بڑھاتے ہیں۔ ان کے کلام میں خطیبانہ آہنگ، منظر آفرینی، تاریخی شعور اور جذباتی ارتعاش ایک دوسرے میں مدغم ہوجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا شعر صرف پڑھا نہیں جاتا، آواز میں زندہ ہوتا ہے۔ سامع تک پہنچتے ہوئے مصرع اپنے لفظی وجود سے آگے بڑھ کر ایک کیفیت بن جاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں مذہبی شاعری مجلس کی حدود سے نکل کر ادبی تجربہ بن جاتی ہے۔

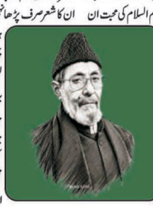

ان کے کلام کا ایک اور وصف حافظے میں اتر جانے والی شعری ساخت ہے۔ بڑا شعر ہمیشہ مشکل شعر نہیں ہوتا۔ کبھی ایک سادہ سا مصرع صدیوں کی تاریخ کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ پیام اعظمی کے یہاں ایسے مصرعے ملتے ہیں جو کتاب سے نکل کر زبانِ خلق کا حصہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی وہ منزل ہے جہاں شعر "کلام" سے "یاد" بن جاتا ہے، اور یاد سے "شعور"۔

ان کے فکری مزاج کو سمجھنے کے لئے ان کی نثر کو بھی شاعری کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ اسلام ہی کیوں؟ جیسا عظیم نثری شاہکار اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے لئے مذہب محض جذباتی وابستگی کا موضوع نہیں بلکہ عقلی، کلامی اور فکری سوال بھی ہے۔ ان کی شخصیت کا یہی پہلو انہیں صرف شاعر کے خانے میں بند ہونے سے بچاتا ہے۔

پیام اعظمی کے یہاں قلم ایک ذمہ داری ہے۔ والقلم جیسا مجموعہ خود اس علامت کو نمایاں کرتا ہے۔ قرآن نے قلم کی قسم کھائی؛ اس لئے قلم ان کے لئے محض ادبی صنعت نہیں رہتا، ایک اخلاقی امانت بن جاتا ہے۔ قلم کا کام صرف خوب صورت جملے پیدا کرنا نہیں؛ باطل کے پردے چاک کرنا، سوال کو زندہ رکھنا اور انسان کو اس کی اصل ذمہ داری یاد دلانا بھی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پیام اعظمی کی تحریر میں کبھی کبھی ایک ایسا ہیجانی آہنگ پیدا ہوتا ہے جو قاری کو آرام سے پڑھنے نہیں دیتا۔ ان کے الفاظ سوال کرتے ہیں، سوال جواب کا تقاضا کرتا ہے اور جواب انسان کو خود اپنے سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ یہی ادب کی بلند ترین منزلوں میں سے ایک ہے: جب مصنف ختم ہوجاتا ہے اور قاری کے اندر مکالمہ شروع ہوجاتا ہے۔

ان کی شخصیت کو صرف مذہبی ادب کے ایک معروف نام کے طور پر دیکھنا بھی ان کے فکری دائرے کو محدود کرنا ہوگا۔ ان کے ہاں انسان ایک زندہ مسئلہ ہے۔ اس کی آزادی، اس کی عزت، اس کا انتخاب، اس کی اخلاقی ذمہ داری اور اس کا تاریخی شعور یہ سب ان کے فکری منظرنامے کا حصہ ہیں۔ اسی لئے ان کے ہاں مذہب اور انسانیت ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہوتے؛ مذہب انسان کو اس کی حقیقی قدر سے آشنا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

پیام اعظمی کی فکر میں غیرت بھی ایک بنیادی اخلاقی قدر ہے مگر یہ غیرت جذباتی اشتعال نہیں۔ یہ اس شعور کا نام ہے جس کے بعد انسان ظلم کو معمول، ذلت کو تقدیر اور خاموشی کو حکمت سمجھنے سے انکار کردے۔ ان کے یہاں غیرت کا مطلب تلوار اٹھانا نہیں، پہلے اپنے اندر وہ اخلاقی قوت پیدا کرنا ہے جو حق کو پہچان سکے اور پھر اس کی قیمت ادا کرنے کا حوصلہ بھی رکھے۔

یہاں ان کی شاعری کربلا سے ایک گہرا رشتہ قائم کرتی ہے۔ کربلا کا سب سے بڑا سبق شاید یہی ہے کہ انسان کو ہر عہد میں یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ آسان زندگی چاہتا ہے یا درست زندگی۔ پیام اعظمی کا قلم اس انتخاب کو نرم نہیں کرتا؛ اسے محسوس کراتا ہے۔ اسی لئے ان کا کلام بعض اوقات قاری کے لئے خوش گوار نہیں بلکہ بے آرام کرنے والا تجربہ بن جاتا ہے۔ اور شاید ایک بہترین ادب کی یہی ایک پہچان ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ سہلاتا نہیں، کبھی کبھی ہماری سہولت چھین لیتا ہے۔ **(جاری)**

کیا امریکہ دوبارہ ایران پر جنگ بندی کی تیاری کر رہا ہے؟

مضراب دانشور

گزشتہ سے پیوستہ

اس کے دوسرے ہی روز مشہور میڈیا ہاؤس ایگزیوس اور سی این این نے اپنے ذرائع سے اس بات کا اظہار کیا کہ اندورنِ خانہ امریکہ اور ایران میں بات چیت ہورہی ہے جس کے نتیجے میں ایک دیرپا اور مستقل جنگ بندی وجود میں آجائے گی اور وہ انہی خدوخال پر بات چیت ہورہی ہے جو اسلام آباد کے ایم او یو میں بیان کئے گئے تھے۔ ان خبروں کے جواب میں صدر ٹرمپ نے الزام لگایا کہ یہ سب فیک نیوز ہے اور اپنے اعلان میں انہوں نے ان دونوں میڈیا ہاؤسز کے داخلے پر وائٹ ہاؤس میں پابندی لگادی۔ یہ دوسری بات ہے کہ امریکہ ہائی کورٹ کے ایک جج نے ان میڈیا ہاؤسز کی اپیل پر ان احکامات کو مسترد کرتے ہوئے اس پابندی کو غیر قانونی قرار دے دیا۔

وال اسٹریٹ جنرل کی ایک رپورٹ کے مطابق سینیٹ کے کچھ ڈیموکریٹک پارٹی کے سینئر ارکان نے ٹرمپ انتظامیہ کو باضابطہ چیلنج کیا ہے اور اس منصوبے کی قانونی حیثیت کو سینیٹر نے وزیر خارجہ مارکو روبیو اور وزیر دفاع پیٹ ہیگستھ اور وزیر توانائی کرس رائٹ کے نام ایک مشترکہ خط لکھ کر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ منصوبہ غیر قانونی ہے بلکہ ناقابل عمل بھی ہے۔ مجوزہ منصوبے کے مطابق پنٹاگون آفس بلو انرجی پارٹنرز میں حصہ داری حاصل کرے گا اور بغیر کسی حقیقی سرمایہ کاری کے وینزویلا کے وسیع تیل کے ذخائر میں امریکی حکومت کا براہ راست حصہ ہوجائے گا۔ اس منصوبے پر اعتراض کرتے ہوئے ڈیموکریٹک سینیٹر نے اپنے خط میں پنٹاگون دفتر کو چلانے والے اس قانون کا حوالہ دیا ہے جس کے تحت ان کا یہ کہنا ہے کہ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا نہ ہی قومی سلامتی کے قرضوں اور گارنٹیز کے ذیل میں آتا ہے اور ٹرمپ انتظامیہ ایران کے خلاف جنگ میں اپنی ناکامیوں کو چھپانے کے لیے ان سب منصوبوں اور دوسری کچھ باتوں کو بروئے کار لارہی ہے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ امریکہ اور اسرائیل اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے اِدھر اُدھر نہ صرف یہ کے ہاتھ مار رہے ہیں بلکہ ابھی دو واقعات ایسے ظہور پذیر ہوئے ہیں کہ جن کے متعلق یہ خیال ہے کہ ایران پر الزام لگانے کے لیے نئے نئے بہانے تلاش کیے جارہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں برطانیہ کے فیئر فیلڈ ایئربیس پر ایک بہت حیران کُن واقع پیش آیا۔ تفصیلات کے مطابق علی الاصبح فیئر فیلڈ ایئربیس جو امریکہ کے زیرِ استعمال ہے اور گذشتہ جنگ کے دوران امریکی جہاز یہاں سے اُڑھ کے حملہ کرنے کے لیے جاتے رہے ہیں وہاں پانچ لوگوں کو گرفتار کیا گیا جو وہاں غیر قانونی طور پر داخل ہوگئے تھے اور اچانک انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ نے وہاں برطانوی پولیس کو طلب کیا۔ ابھی تک ان پانچ لوگوں کی شناخت کو ظاہر نہیں کیا گیا لیکن تجزیہ نگاروں کا یہ خیال ہے کہ اس واقع کو کسی نہ کسی طرح ایران سے منسلک کرنے کی کوشش کی جائے گی اور ایران پر یہ الزام لگایا جائے گا کہ اس نے امریکی اہداف پر حملہ کرنے کا جوابی اعلان جو کیا تھا اس کے تحت غالباً یہ حملہ بھی ایران کی طرف سے ہونے والا تھا جس کو کہ ناکام بنادیا گیا۔

بہرحال یہ منصوبہ اگر تھا بھی تو بُری طرح ناکام ہوگیا اور ابھی دوسرا واقعہ گذشتہ دنوں دبئی سے اسرائیل جانے والے جہاز کا ہے۔ اگرچہ کسی حد تک اس کی تفصیلات سامنے [illegible]

کی فلائیٹ جو [illegible] دونوں پائیلٹس [illegible] بڑا حادثہ ہوتے [illegible] فلائیٹ کا پائیلٹ [illegible] ماچھر ہے اور اس [illegible]

ابھی تک کی اطلاعات کے مطابق عمان کا رہنے والا [illegible] تفصیلات کچھ آچکی ہیں [illegible] ایک گھنٹے کے [illegible] کرنا اپنی کابینہ کی [illegible] کرنا اور فلائیٹ [illegible] لوگوں کو حیران [illegible] فلائیٹ میں مسافروں کے ساتھ سفر کرنے والے ایک اور پائیلٹ اور ایک بلڈر کی کہانی بھی کافی حیران کُن ہے۔

ہر روز اس فلائیٹ سے متعلق خبروں میں نئے نئے سوالات سامنے آرہے ہیں۔ پہلا سوال تو یہی ہے کہ جب اس فلائیٹ کے شروع ہونے سے پہلے اس بات کی پابندی کی جارہی تھی کہ جہاز میں اسٹاف اور خاص طور سے پائیلٹ انہی ملکوں سے لیے جائیں گے جن کے تعلقات سفارتی اور تجارتی اسرائیل سے ہوں گے تو ابھی تک عمان کے سفارتی تعلقات اسرائیل کے ساتھ قائم نہیں ہوئے تو اس ملک کا کو پائیلٹ اس فلائیٹ کے عملے میں کیسے شریک ہوگیا۔ اس کے بعد ایک اہم حیران کُن بات یہ ہے کہ اتنے کم وقت میں اس فلائیٹ جبکہ ابھی اس کی عارضی اور ہنگامی لینڈنگ ہوئی تھی سعودیہ کی سرزمین پر اور اتنے کم وقت میں وزیر اعظم نیتن یاہو کو وہ ساری تفصیلات کیسے معلوم ہوگئیں جو انہوں نے اپنی کابینہ میٹنگ میں شیئر کیں۔ باخبر ذرائع اس بات کا انتہائی شک اور غیر یقینی کے ساتھ اظہار کر رہے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پلان موساد نے ایران کے خلاف الزام لگانے کے لیے تیار کیا تھا اور وہ منصوبہ ناکام ہوگیا۔

ایک رپورٹ کے مطابق وزیر اعظم نیتن یاہو نے یہ بھی کہا کہ ایک نائن الیون ہونے والا تھا جس پر قابو پالیا گیا اور اس فلائیٹ کے واقع پر تبصرہ کرتے ہوئے صدر ٹرمپ سے منسوب ایک خبر یہ بھی ہے کہ انہوں نے اس شک کا اظہار کیا کہ اس واقع میں ایران ملوث ہوسکتا ہے۔ حقائق جو بھی ہوں وقت کے ساتھ ساتھ ان کی تفصیلات سامنے آ ہی جائیں گی، لیکن اس حقیقت کو کیسے جھٹلایا جائے گا کہ اس پوری جنگ کے نتیجے میں ایران کی استقامت، اس کے عوام، اس کے لیڈروں کی مقابلے کی سخت جاں نفشانی کے بعد دنیا کے سامنے سر اُٹھا کے چلنے کی صفت امریکہ کی حکومت سے برداشت نہیں ہورہی ہے اور اس کے نتیجے میں بوکھلاہٹ میں کچھ بیانات ایسے آرہے ہیں کہ جن کے متعلق لوگوں کو اب یہ شبہ ہوا ہے کہ صدر ٹرمپ صدارت کے لیے فٹ نہیں ہیں اور ان کو ڈائمیشیا کے مختصر وقفے سے دورے پڑتے ہیں۔ کاش کے امریکہ ایران کو تباہ وبرباد کرنے کی دھمکیاں دینے کے بجائے عقل وہوش کے ناخن لے کر اس کے لیڈران اور تاریخ سے کوئی سبق حاصل کر لیتے۔

تہران کانفرنس میں حصہ لینے والے وہ تین بڑے بڑے لیڈر صدر امریکہ فرینکلن ڈی روزویلٹ، وزیر اعظم برطانیہ ونسٹن چرچل اور سوویت یونین (روس) کے مقتدر اعلیٰ/ وزیر اعظم جوزف اسٹالن۔ ان تینوں کی مختلف اوقات میں موت واقع ہوئی لیکن ایک چیز مشترک تھی وہ تھا ایک ہی انداز میں تینوں کی موت۔ ان تینوں لیڈران کا انتقال دماغ کی شریان پھٹنے سے ہوا۔ اگرچہ یہ تینوں مختلف اوقات میں مرے لیکن اس واقعے کو ٹرمپ کو گوش گزار کرانے والا کوئی نہیں ہے۔ کاش اس واقعے سے صدر امریکہ ٹرمپ کوئی سبق حاصل کرسکتے۔ اس وقت کے ایران کے ایک شاعر نے ان تینوں لیڈران کی شان میں ایک ہرشیہ تحریر کیا تھا اور اس میں ان تینوں لیڈران کو مسلمانوں کا دشمن قرار دیتے ہوئے فرعون، ہامان اور نمرود سے تشبیہ دی تھی کہ یہ لوگ اپنے اپنے وقت کے فرعون، ہامان اور نمرود واقع ہوئے ہیں۔ ایک ہی شعر میں اس نے ان تینوں کو سمیٹتے ہوئے کہا تھا:

گر تو خواہی نام آن شاہِ مردود
دلِ فرعون و ہامان و نمرود

□□□

سی ای او نے اہل ووٹروں کے اندراج، دعووں اور اعتراضات کے ازالے کے لیے اقدامات کا اعلان کیا

ممبئی: مہاراشٹر کے چیف الیکٹورل آفیسر (سی ای او) کے دفتر نے ووٹروں کے اندراج کے لیے متعدد اقدامات شروع کیے ہیں، تاکہ کوئی بھی اہل ووٹر فہرست سے باہر نہ رہے اور کوئی نااہل شخص ووٹر فہرست میں شامل نہ ہو سکے۔ سی ای او دفتر نے جمعرات کو بتایا کہ الیکشن کمیشن آف انڈیا کی ہدایات کے مطابق ریاست بھر میں ووٹر رجسٹریشن افسران ان اقدامات پر عمل درآمد کر رہے ہیں۔ سی ای او دفتر نے ایک بیان میں کہا کہ نوجوان ووٹروں کے اندراج میں سہولت فراہم کرنے کے لیے 5 سے 9 اکتوبر تک کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ووٹر رجسٹریشن کیمپ منعقد کیے جا رہے ہیں۔ بوتھ لیول افسران (بی ایل او) طلبہ کو درخواست فارم پُر کرنے میں مدد فراہم کر رہے ہیں اور ووٹر فہرستوں کی خصوصی گہری نظر ثانی (ایس آئی آر) سے متعلق سوالات کا ازالہ کر رہے ہیں۔ ایسے اہل ووٹروں کی شناخت کے لیے گھر گھر جا کر ایک خصوصی مہم بھی چلائی جا رہی ہے، جن کے نام مسودہ ووٹر فہرست میں شامل نہیں ہیں۔ بی ایل او ایسے نئے ووٹروں کی اہلیت کی جانچ کرنے کے بعد ان سے فارم-6 پُر کروا رہے ہیں۔ بیان میں کہا گیا کہ تصدیق کے دوران گھر پر موجود نہ رہنے والے اہل شہریوں کے لیے 10 اور 11 اکتوبر کو تمام پولنگ مراکز پر خصوصی ووٹر رجسٹریشن کیمپ لگائے جائیں گے۔ اس میں کہا گیا کہ جن ووٹروں نے اپنا معمول کا رہائشی مقام تبدیل کر لیا ہے اور بی ایل او کے دورے کے دوران جن کے نام غیر حاضر یا منتقل شدہ افراد کی فہرست میں شامل کیے گئے ہیں، وہ بھی رجسٹریشن کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔ ایسے ووٹروں کی فہرست مہاراشٹر کے سی ای او کی سرکاری ویب سائٹ پر دستیاب کرائی گئی ہے۔ بیان میں کہا گیا کہ ووٹر فہرست میں نام شامل کرانے کے لیے درخواستیں، دعوے اور اعتراضات داخل کرنے کی اس مدت کے دوران آف لائن جمع کرائی جا سکتی ہیں، جو 12 اکتوبر کو ختم ہو رہی ہے۔ درخواستیں الیکشن کمیشن کے ووٹر سروس پورٹل یا ’ای سی آئی نیٹ‘ موبائل ایپ کے ذریعے آن لائن بھی جمع کرائی جا سکتی ہیں۔

ریاست سے مانسون کی واپسی؛ محکمۂ موسمیات کا اعلان

ریاست سے موسمی بارش کی واپسی کا اوسط عرصہ 5 سے 10 اکتوبر کے درمیان ہوتا ہے، تاہم اس سال دو دن پہلے ہی پوری ریاست سے مانسون نے واپسی اختیار کر لی ہے

ممبئی: پوری ریاست سے موسمی بارش کے واپس لوٹنے کا اعلان محکمۂ موسمیات نے جمعرات کو کیا۔ محکمۂ موسمیات نے آئندہ چند دنوں میں زیادہ سے زیادہ درجۂ حرارت میں اضافے کی پیش گوئی کی ہے۔ گزشتہ کئی دنوں سے ریاست کے بیشتر علاقوں میں موسم خشک ہے اور گرمی میں کچھ اضافہ ہوا ہے۔ اس سال ریاست میں اوسط تاریخ سے دو دن پہلے ہی مانسون کی واپسی کا سفر شروع ہو گیا تھا۔ مانسون کے پورے موسم پر ’ال نینو‘ کے اثر، بارش کی کمی اور اگست کے بعد بارش نہ ہونے کے باعث پیدا ہونے والی قلت کی وجہ سے اس سال شہریوں کو شدید خشک سالی کی صورتحال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ریاست میں ہفتے سے مانسون کی واپسی کا سفر شروع ہو گیا تھا۔ مانسون کی واپسی کی حد بدھ تک برہماپوری، پربھنی، بارامتی اور ہارنے تک مستحکم تھی، جس کے باعث مانسون کی واپسی کا عمل کچھ سست رہا۔ اس کے بعد جمعرات کو باقی ریاست سے بھی موسمی ہواؤں نے واپسی اختیار کر لی۔ ستمبر کے مہینے میں بھی ریاست میں اطمینان بخش بارش ریکارڈ نہ ہونے کے باعث 52 فیصد بارش کی کمی رہی، جبکہ مانسون کے پورے موسم میں اس سال بارش کی مجموعی کمی 19 فیصد رہی ہے۔ دریں اثنا، خشک سالی جیسی صورتحال کا سب سے زیادہ اثر ودربھ اور مراٹھواڑہ کے بیشتر اضلاع پر پڑتا دکھائی دے رہا ہے۔ فی الحال ریاست کے بعض علاقوں میں زیادہ سے زیادہ درجۂ حرارت میں 3 سے 4 ڈگری سیلسیس کا اضافہ ہوا ہے اور اکتوبر کے پہلے ہی ہفتے میں شہریوں کو شدید دھوپ اور گرمی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کوکن خطے میں بھی گرمی کی شدت برقرار ہے اور یہاں زیادہ سے زیادہ درجۂ حرارت میں اضافہ ہوا ہے۔

صرف جولائی میں 40 فیصد زائد بارش ریکارڈ

اس سال جنوبی کوکن میں 6 جون کو مانسون کی آمد ہوئی تھی۔ اسی طرح 8 جون تک بارش ہارنے اور سولاپور تک پہنچ گئی تھی، تاہم اس کے بعد مانسون کی مزید پیش قدمی سست پڑ گئی تھی۔ ممبئی سمیت پالگھر میں مانسون کی آمد 23 جون کو ہوئی تھی۔ اس کے بعد صرف 24 گھنٹوں میں 24 جون کو بارش نے پوری ریاست کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس کے باعث جون کے مہینے میں بارش کی کمی رہی تھی۔ دریں اثنا، مانسون کے پورے موسم میں صرف جولائی کے مہینے میں اوسط سے 40 فیصد زیادہ بارش ریکارڈ ہونے سے ریاست کے شہریوں کو راحت ملی تھی۔ محکمۂ موسمیات نے اگست اور ستمبر کے مہینوں میں بارش کی مقدار کم رہنے کی پیش گوئی کی تھی۔ اس کے مطابق ریاست میں بارش کی مقدار کم ہی رہی۔ ریاست سے مانسون کی واپسی کا اوسط عرصہ 5 سے 10 اکتوبر کے درمیان ہوتا ہے، تاہم اس سال دو دن پہلے ہی پوری ریاست سے موسمی بارش نے واپسی اختیار کر لی ہے۔

ممبئی ہائی کورٹ نے واجے کے مہنگی کاروں کے استعمال پر حیرت کا اظہار کیا

ممبئی: ممبئی ہائی کورٹ نے جمعرات کو سابق اسسٹنٹ پولیس انسپکٹر سچن واجے کی جانب سے وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ اور شہر کے پولیس کمشنریٹ جانے کے لیے مہنگی کاروں کے استعمال پر سوال اٹھایا۔ واجے 2021 کے ’اینٹیلیا‘ بم معاملے اور تاجر من سکھ ہیرن کے قتل کے معاملے میں ملزم ہیں۔ جسٹس گریش کلکرنی اور جسٹس نیلا گوکھلے کی بنچ نے کہا کہ جب بھی پولیس کی وردی پہننے والے کسی شخص پر جرم کا الزام عائد کیا جاتا ہے تو اس کی دیانت داری، اس کے طرزِ عمل اور دیگر کئی پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھا جانا چاہیے۔ عدالت قومی تحقیقاتی ایجنسی (این آئی اے) کی جانب سے دائر اس اپیل پر سماعت کر رہی ہے، جس میں خصوصی عدالت کے 29 ستمبر کے اس حکم کو چیلنج کیا گیا ہے، جس کے تحت واجے کو ضمانت دی گئی تھی۔ ہائی کورٹ نے گزشتہ ہفتے ضمانت کے حکم پر عبوری روک لگا دی تھی، جس کی وجہ سے واجے اب بھی تھانے سینٹرل جیل میں بند ہیں۔ این آئی اے کی جانب سے جمعرات کو پیش ہوئے ایڈیشنل سالیسٹر جنرل انیل سنگھ گواہوں کے بیانات پڑھ رہے تھے، جن میں بتایا گیا تھا کہ واجے مرسڈیز اور بی ایم ڈبلیو جیسی مہنگی کاریں چلاتے تھے۔ اس کے بعد عدالت نے سوال کیا کہ اسسٹنٹ پولیس انسپکٹر کے عہدے پر رہتے ہوئے واجے اتنی مہنگی کاریں کیسے چلا پاتے تھے۔ بنچ نے کہا، ”اسسٹنٹ پولیس انسپکٹر کے عہدے پر رہتے ہوئے یہ شخص مرسڈیز سے اپنے دفتر جاتا تھا، جو پولیس کمشنر کے دفتر والی ہی عمارت میں واقع تھا۔ وہ (واجے) مرسڈیز سے ورشا بنگلہ (وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ) بھی گئے تھے۔“ عدالت نے واجے کے تین ماہ سے زائد عرصے تک اوبیرائے ہوٹل میں قیام پر بھی سوال اٹھایا۔ جسٹس کلکرنی نے پوچھا، ”وہ اوبیرائے ہوٹل میں 100 دن تک کیسے قیام کر سکتے ہیں یا ان کے لیے کمرہ کیسے بک کرایا گیا؟ کیا یہ سب اسسٹنٹ پولیس انسپکٹر کی تنخواہ سے ممکن ہے؟ اسسٹنٹ پولیس انسپکٹر کے عہدے پر تعینات ایک افسر کو ماہانہ کتنی تنخواہ ملتی ہے؟“ سنگھ نے کہا کہ اسسٹنٹ پولیس انسپکٹر کی تنخواہ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔ عدالت اس معاملے کی اگلی سماعت 14 اکتوبر کو کرے گی۔ جنوبی ممبئی میں ’اینٹیلیا‘ کے قریب 25 فروری 2021 کو دھماکہ خیز مواد سے بھری ایک ایس یو وی گاڑی ملی تھی۔ یہ گاڑی مبینہ طور پر چوری ہونے سے پہلے ہیرن کے پاس تھی۔ وہ 5 مارچ 2021 کو پڑوسی شہر تھانے کی ایک کھاڑی میں مردہ پائے گئے تھے۔ این آئی اے نے واجے کو 13 مارچ 2021 کو دونوں معاملات میں گرفتار کیا تھا۔ اس کے بعد انہیں مرکزی تفتیشی بیورو (سی بی آئی) اور انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی) کی جانب سے کی جانے والی بدعنوانی کے معاملے کی تحقیقات میں بھی ملزم بنایا گیا تھا۔ واجے کو بدعنوانی کے معاملے میں پہلے ہی ضمانت مل چکی ہے۔

سیف پر حملے کا معاملہ:

ملزم بنگلہ دیشی شہری نے ایک بار پھر اپنے جرم کا اقرار کرنے کی خواہش ظاہر کی

ممبئی: معروف اداکار سیف علی خان کی ممبئی واقع رہائش گاہ پر گزشتہ سال جنوری میں چاقو سے حملہ کرنے کے معاملے میں گرفتار بنگلہ دیشی شہری نے جمعرات کو ایک بار پھر عدالت میں درخواست دائر کرتے ہوئے اپنے خلاف عائد تمام الزامات میں قصوروار ہونے کا اقرار کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ تقریباً ایک ماہ قبل عدالت نے اس کی سابقہ درخواست مسترد کر دی تھی۔ ممبئی کی ایک عدالت نے 11 ستمبر کو اس کی درخواست مسترد کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسے اس معاملے میں مقدمے کا سامنا کرنا ہوگا۔ ملزم محمد شریف الاسلام کو 16 جنوری 2025 کو اداکار کے گھر میں پیش آئے واقعے کے دو دن بعد گرفتار کیا گیا تھا۔ وہ فی الحال عدالتی تحویل میں ہے۔ اسلام نے جمعرات کو ایک بار پھر عدالت سے کہا کہ وہ اپنے خلاف عائد تمام الزامات میں قصوروار ہونے کا اقرار کرنا چاہتا ہے۔ معاملے کی سماعت کر رہے ایڈیشنل سیشن جج جی۔ پی۔ دیشمکھ نے اس کے بعد جیل حکام کو ہدایت دی کہ وہ بنگلہ دیشی سفارت خانے سے باضابطہ طور پر رابطہ کریں اور ملزم کی سفارت خانے کے حکام سے ملاقات کا انتظام کریں۔ ملزم پر بھارتیہ نیائے سنہتا (بی این ایس) کی متعلقہ دفعات کے تحت مہلک ہتھیار کے استعمال کے ساتھ لوٹ، شدید چوٹ پہنچانے اور گھر میں غیر قانونی طور پر داخل ہونے کے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے خلاف غیر ملکی قانون اور پاسپورٹ (بھارت میں داخلہ) ضوابط کی متعلقہ دفعات بھی لگائی گئی ہیں۔ چاقو سے حملے کے بعد 54 سالہ اداکار کی لیلاوتی اسپتال میں ہنگامی سرجری کی گئی تھی اور پانچ دن بعد انہیں اسپتال سے چھٹی دے دی گئی تھی۔

ملیریا، ڈینگی وغیرہ بیماریوں کی روک تھام کیلئے مؤثر اقدامات کیے جائیں: میونسپل کمشنر اشونی بھیڑے

جی ساؤتھ ڈویژن کے زچہ خانہ اور اسپتالوں کا میونسپل کمشنر نے کیا معائنہ

ممبئی: ملیریا، ڈینگی وغیرہ بیماریوں کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ ساتھ ہی زیادہ سے زیادہ شہریوں کو آبھا کارڈ اور آیوشمان بھارت کارڈ کا فائدہ مل سکے، اس کے لیے کوششیں کی جائیں۔ یہ ہدایات میونسپل کمشنر اشونی بھیڑے نے دیں۔ برہن ممبئی میونسپل کارپوریشن کے ’جی ساؤتھ‘ ڈویژن کے محکمۂ صحت عامہ کے تحت آنے والے حاجی محمد صابو صدیقی میونسپل زچہ خانہ اور پربھادیوی واقع میونسپل اسپتال کا اشونی بھیڑے نے کل (8 اکتوبر 2026) خود دورہ کر کے معائنہ کیا۔ اس موقع پر ڈپٹی میونسپل کمشنر (کمشنر دفتر) پرشانت گائیکواڑ، ڈپٹی میونسپل کمشنر (صحت عامہ) شردا گھڑے، ڈپٹی میونسپل کمشنر (پری منڈل-2) پرشانت سپکالے، اسسٹنٹ میونسپل کمشنر (جی ساؤتھ ڈویژن) سوپنجا شیر ساگر، ایگزیکٹو ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر سنتوش گائیکواڑ اور متعلقہ افسران موجود تھے۔ قابل ذکر ہے کہ پربھادیوی واقع حاجی محمد صابو صدیقی میونسپل زچہ خانہ کے دورے کے دوران میونسپل کمشنر اشونی بھیڑے نے زچہ خانہ کے احاطے کا معائنہ کیا۔ انہوں نے وہاں موجود طبی افسران اور دیگر متعلقہ ملازمین سے زچہ خانہ کے کام کاج کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ایچ ایم آئی ایس نظام کے تحت بیرونی مریضوں اور داخل مریضوں کے شعبے میں درج اندراجات کی موقع پر تصدیق کی۔ اس کے علاوہ زچہ خانہ کی عمارت میں ضروری چھوٹی موٹی مرمت کے کاموں اور درکار آلات کے سلسلے میں مناسب کارروائی کرنے کی ہدایات بھی متعلقہ افسران کو دیں۔ اس کے بعد پربھادیوی واقع میونسپل اسپتال کا دورہ کرتے ہوئے اشونی بھیڑے نے اسپتال اور پولی کلینک میں دستیاب طبی سہولیات، روزانہ آنے والے مریضوں کی تعداد، مریضوں کی اقسام، دستیاب ادویات کے ذخیرے اور خون کی جانچ کی سہولت وغیرہ کا جائزہ لیا۔ اس دوران انہوں نے علاقے میں ملیریا اور ڈینگی کے مریضوں کی تعداد کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہوئے ان بیماریوں کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کرنے کی ہدایات دیں۔

اردو ٹائمز کی مالکن محترمہ قمرالنساء سعید احمد کی یاد میں تعزیتی نشست

اردو صحافت کے لیے محترمہ قمرالنساء سعید احمد کی رحلت ایک بڑا نقصان ہے: شرکاء

ممبئی: ممبئی شہر کے معتبر روزنامہ اردو ٹائمز کی مالکن محترمہ قمرالنساء سعید احمد کی یاد میں ممبئی پریس کلب میں اردو پترکار سنگھ اور اردو جرنلسٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے ایک تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ نشست میں تمام شرکاء نے محترمہ قمرالنساء سعید احمد کو دل سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے پرنم آنکھوں سے انہیں یاد کیا اور ان کی مغفرت کے ساتھ اہلِ خانہ اور تمام متعلقین کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کی۔ اس موقع پر اردو جرنلسٹ ایسوسی ایشن کے صدر اور روزنامہ ممبئی اردو نیوز کے نمائندہ خصوصی احمد اظہار، روزنامہ ہندوستان کے مالک و مدیر اور اردو جرنلسٹ ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری سرفراز آرزو، اردو ٹائمز کے سینئر صحافی فاروق انصاری، روزنامہ ممبئی اردو نیوز کے سینئر صحافی شکیل رشید، سینئر صحافی جاوید جمال الدین، ممبئی امن کمیٹی کے صدر فرید شیخ، معروف سماجی کارکن سعید خان، فرید خان، ہندا ٹائمز کے مدیر مستقیم مکی، ٹائمز آف انڈیا کے سینئر صحافی وجیہ الدین، معروف سماجی کارکن سلیم الوارے، عامر ادریسی، بی جے پی لیڈر وسیم خان، سینئر صحافی اعظم شہاب، علامہ بنئی نعیم حسنی، اقبال نیازی، غزالہ آزاد، ان دنوں اخبار کے مدیر عالم رضوی، فضلے حسین ایڈیٹر صحافت سمیت شہر کی دیگر معتبر شخصیات نے محترمہ قمرالنساء سعید احمد کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ شرکاء نے محترمہ قمرالنساء سعید احمد کی رحلت کو اردو صحافت کے لیے ایک بڑا نقصان قرار دیتے ہوئے ان کی صحافتی اور سماجی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر روزنامہ اردو ٹائمز کے مالک سہیل احمد اور روزنامہ ممبئی اردو نیوز کے مالک خالد احمد نے بھی اشکبار آنکھوں سے انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ اپنی والدہ کو یاد کرتے ہوئے سہیل احمد اس موقع پر بے حد غمگین نظر آئے۔ شرکاء نے محترمہ قمرالنساء سعید احمد کی اس جدوجہد اور کامیابی کو بھی سراہا کہ انہوں نے ایک عام گھریلو خاتون سے ممبئی شہر کے ایک معتبر اخبار کی باگ ڈور سنبھالنے تک کا سفر انتہائی کامیابی کے ساتھ طے کیا۔ شرکاء کا کہنا تھا کہ وہ ایک نہایت نیک، ملنسار اور مخلص خاتون تھیں، جن کے دل میں قوم و ملت کے لیے بے پناہ درد تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتی تھیں۔ تعزیتی نشست کے اختتام پر تمام شرکاء نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں محترمہ قمرالنساء سعید احمد کی مغفرت فرمائے، ان کی تمام نیک خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ خانہ اور تمام متعلقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق اور صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

گیانیش کمار کے خلاف ملاڈ میں کانگریس کا زبردست احتجاج

اسلم شیخ کی قیادت میں مظاہرہ، گیانیش کمار کے استعفے کا مطالبہ، ”ووٹ چور گدی چھوڑ“ کے نعرے

ممبئی: انتخابی عمل میں شفافیت اور عوام کے ووٹ کے تحفظ کے مطالبے کو لے کر کانگریس کی جانب سے آج ملاڈ ویسٹ ریلوے اسٹیشن کے باہر زبردست احتجاج کیا گیا۔ احتجاج کی قیادت سابق وزیر و رکن اسمبلی اسلم شیخ نے کی، جس میں بڑی تعداد میں کانگریس کے عہدیداران اور کارکنان شریک ہوئے۔ مظاہرین نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے استعفے کا مطالبہ کرتے ہوئے شدید نعرے بازی کی۔ احتجاج کے دوران کارکنان نے ”ووٹ چور گدی چھوڑ“، ”گیانیش کمار استعفیٰ دو، استعفیٰ دو“ کے نعرے لگائے۔ بی جے پی کو نشانہ بناتے ہوئے ”چندا چور کہاں ملیں گے؟ بی جے پی کے دفتر میں“ اور ”آبروریزی کرنے والے کہاں ملیں گے؟ بی جے پی کے دفتر میں“ جیسے نعرے بھی لگائے گئے۔ احتجاج سے خطاب کرتے ہوئے اسلم شیخ نے کہا کہ آج ملک کا عام ووٹر اپنے ووٹ کی حفاظت کے لیے سڑک پر آنے پر مجبور ہے۔ ووٹ صرف ایک نشان نہیں بلکہ ہر ہندوستانی شہری کی طاقت ہے اور اسی کے ذریعے عوام اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ اگر ووٹ کی شفافیت پر سوال اٹھنے لگیں تو یہ جمہوری نظام کے لیے انتہائی سنگین صورتحال ہے۔ اسلم شیخ نے کہا کہ مہاراشٹر سے لے کر مغربی بنگال تک ووٹر لسٹ اور انتخابی عمل کو لے کر سنگین سوالات اٹھ رہے ہیں۔ اپوزیشن کا الزام ہے کہ انتخابی فہرستوں میں بڑے پیمانے پر نام حذف کیے گئے اور ایسی بے ضابطگیوں کے خدشات سامنے آئے جن سے ووٹ کے حق پر سوال کھڑا ہوا ہے۔ ان کے مطابق، جب ملک کے مختلف حصوں سے اس نوعیت کے سوالات سامنے آ رہے ہوں تو الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو واضح اور تسلی بخش جواب دے۔ انہوں نے بی جے پی پر سخت حملہ کرتے ہوئے کہا کہ ووٹوں کی مبینہ چوری کے الزامات پر عوام جواب مانگ رہے ہیں، لیکن جواب دینے کے بجائے بی جے پی کے لیڈر الیکشن کمشنر کے دفاع میں کھڑے نظر آ رہے ہیں۔ انہوں نے سوال کیا کہ اگر انتخابی عمل مکمل طور پر شفاف ہے تو عوام کے سوالوں کا جواب دینے میں کیا دقت ہے۔ ”کسی شخص کے دفاع سے عوام کے سوال ختم نہیں ہوں گے، جواب دینا ہوگا،“ اسلم شیخ نے کہا۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ لڑائی کسی ایک سیاسی جماعت کی نہیں بلکہ ہندوستان کے ہر ووٹر کے حق کی لڑائی ہے۔ غریب ہو یا امیر، مزدور ہو یا تاجر، ہر شہری کے ووٹ کی یکساں اہمیت ہے۔ اگر کسی کے ووٹ کے حق کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی تو کانگریس اس کے خلاف اپنی آواز بلند کرتی رہے گی۔ اسلم شیخ نے کہا کہ الیکشن کمیشن ایک آئینی ادارہ ہے اور اس ادارے پر عوام کا اعتماد برقرار رہنا ضروری ہے۔ ووٹر لسٹ اور انتخابی عمل سے متعلق شکایات کا شفاف طریقے سے ازالہ ہونا چاہیے اور جن معاملات پر سوالات اٹھ رہے ہیں ان کی غیر جانب دارانہ تحقیقات کی جانی چاہیے۔ انہوں نے واضح کیا کہ گیانیش کمار کے استعفے تک کانگریس کا احتجاج جاری رہے گا۔ احتجاج کے دوران کارکنان ہاتھوں میں کانگریس کے پرچم اور پلے کارڈز لیے ہوئے تھے۔ مختلف نعروں سے ملاڈ ویسٹ ریلوے اسٹیشن کے باہر کا علاقہ گونجتا رہا۔ مظاہرین نے انتخابی عمل میں مکمل شفافیت، ووٹر کے حق کے تحفظ اور چیف الیکشن کمشنر کے استعفے کا مطالبہ کیا۔ اسلم شیخ نے کہا کہ جمہوریت میں عوام کا ووٹ سب سے بڑی طاقت ہے اور اس طاقت کے تحفظ کے لیے کانگریس سڑک سے لے کر ہر جمہوری فورم تک اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔

معروف بالی ووڈ اداکار نانا پاٹیکر کا گوا میں انتقال، 75 سال کی عمر میں لی آخری سانس

نانا پاٹیکر کی پیدائش یکم جنوری 1951 کو ہوئی تھی۔ ان کا اصل نام وشوناتھ پاٹیکر تھا اور وہ ایک مراٹھی خاندان سے تعلق رکھتے تھے

ممبئی: بالی ووڈ کے معروف اداکار نانا پاٹیکر کا انتقال ہو گیا ہے۔ 75 سال کی عمر میں انہوں نے آخری سانس لی۔ رپورٹس کے مطابق انہیں گوا کے ڈونا پاؤلا میں واقع ان کی رہائش گاہ پر بے ہوشی کی حالت میں پایا گیا، جس کے بعد انہیں فوری طور پر اسپتال لے جایا گیا، جہاں ڈاکٹروں نے انہیں صبح 5:20 بجے مردہ قرار دے دیا۔ ابتدائی جانچ میں بتایا گیا کہ انہیں شدید قلبی دورہ پڑا تھا۔ اسپتال لائے جانے کے بعد ڈاکٹروں نے تقریباً 45 منٹ تک انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی، لیکن کوئی رسپانس نہیں ملا۔ خبر رساں ایجنسی ’آئی اے این ایس‘ کے مطابق منی پال اسپتال کے شعبہ آنکولوجی کے سربراہ ڈاکٹر شیکھر سالکر نے بتایا کہ ”مسلسل 45 منٹ تک سی پی آر دینے کے باوجود انہیں بچایا نہیں جا سکا۔ میڈیکولیگل کیس (ایم ایل سی) درج کیا گیا ہے اور پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔“ نانا پاٹیکر کی پیدائش یکم جنوری 1951 کو ہوئی تھی۔ ان کا اصل نام وشوناتھ پاٹیکر تھا اور وہ ایک مراٹھی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد گجانن (دنکر) پاٹیکر ٹیکسٹائل پینٹر اور بزنس مین تھے، جن کا انتقال اس وقت ہوا تھا جب نانا پاٹیکر 28 سال کے تھے۔ ان کی والدہ نرملہ پاٹیکر (سنجنا بائی پاٹیکر) گھریلو خاتون تھیں، جو 29 جنوری 2019 کو 99 سال کی عمر میں انتقال تک معروف اداکار کے ساتھ رہیں۔ ان کی اہلیہ نیل کانتی پاٹیکر سابق بینک افسر، اداکارہ اور تھیٹر پروفیشنل ہیں۔ دونوں نے 1978 میں شادی کی تھی اور بعد میں الگ ہو گئے، تاہم باضابطہ طور پر طلاق نہیں ہوئی۔ ان کا ایک بیٹا ملہار پاٹیکر ہے، جو فلم ساز ہیں اور نانا صاحب پروڈکشن ہاؤس چلاتے ہیں۔ جبکہ دوسرے بیٹے دُرواسہ پاٹیکر کا 2 سال کی عمر میں بیماری کے باعث انتقال ہو گیا تھا۔ نانا پاٹیکر نے اپنی اسکولی تعلیم ممبئی کے دادر ویسٹ میں واقع سمرتھ ودیالیہ میں 3 سال تک حاصل کی اور بعد میں ممبئی کے سر جے جے انسٹی ٹیوٹ آف اپلائیڈ آرٹ سے کمرشل آرٹ میں ڈپلومہ کیا۔ کل وقتی اداکاری میں آنے سے قبل انہوں نے کمرشل آرٹسٹ کے طور پر کام کیا اور روزی روٹی کے لیے فلموں کے پوسٹر اور زیبرا کراسنگ پینٹ کرنے کا کام کیا۔ واضح رہے کہ نانا پاٹیکر نے 1978 میں فلم ’گمن‘ سے اپنے اداکاری کے کیریئر کا آغاز کیا اور ہندی و مراٹھی سینما کے اہم اداکاروں میں اپنی شناخت بنائی۔ انہیں ’انکش‘، ’پرتی گھات‘، ’سلام بامبے!‘ اور ’پرندہ‘ جیسی فلموں سے بڑی کامیابی ملی۔ انہوں نے ’پرہار دی فائنل اٹیک‘، ’انگار‘، ’ترنگا‘، ’کرانتی ویر‘، ’اگنی ساکشی‘، ’خاموشی دی میوزیکل‘، ’اب تک چھپن‘، ’اپہرن‘ اور ’راج نیتی‘ جیسی فلموں میں شاندار اداکاری کی۔ ’ویلکم‘ اور ’ویلکم بیک‘ میں ادے شیٹی کا کردار ادا کر کے وہ ناظرین کے درمیان بہت مقبول ہوئے۔ اپنے کیریئر کے دوران انہوں نے 3 نیشنل فلم ایوارڈ جیتے اور 2013 میں انہیں پدم شری سے نوازا گیا۔ قابل ذکر ہے کہ نانا پاٹیکر آخری بار وشال بھاردواج کی رومانٹک ایکشن تھرلر فلم ’او رومیو‘ میں نظر آئے تھے، جس میں شاہد کپور اور ترپتی ڈمری بھی تھے۔ فروری 2026 میں ریلیز ہونے والی اس فلم میں پاٹیکر نے ممبئی انٹیلی جنس بیورو کے سربراہ اسماعیل خان کا کردار ادا کیا تھا۔ انہوں نے انل کپور کی فلم ’صوبیدار‘ میں بھی کام کیا، جو مارچ 2026 میں پرائم ویڈیو پر ریلیز ہوئی تھی۔ اس سے پہلے وہ ’ہاؤس فل 5‘ (2025) اور ’ونواس‘ (2024) میں نظر آئے تھے۔ نانا پاٹیکر نے 2026 میں پرکاش جھا کی سیاسی ڈراما سیریز ’سنکلپ‘ سے او ٹی ٹی پر بھی ڈیبیو کیا، جس میں انہوں نے مات صاحب/کنہیالال کا مرکزی کردار ادا کیا تھا۔

نانا پاٹیکر کا انتقال ہندوستانی فنونِ لطیفہ اور سماجی زندگی کے لیے بڑا نقصان: سنیترا اجیت پوار

ممبئی: نائب وزیر اعلیٰ سنیترا اجیت پوار نے کہا ہے کہ ہندوستانی سنیما اور تھیٹر میں اپنے منفرد اور پُراثر فنِ اداکاری کی ناقابلِ فراموش چھاپ چھوڑنے والے معروف اداکار نانا پاٹیکر کے انتقال کی خبر انتہائی افسوسناک ہے۔ ان کے انتقال سے مراٹھی اور بھارتی فنونِ لطیفہ کی دنیا نے ایک ہمہ جہت اور حساس فنکار کھو دیا ہے۔ سنیترا پوار نے کہا کہ نانا پاٹیکر صرف ایک بہترین اداکار ہی نہیں تھے بلکہ ان کی شخصیت میں اداکاری کی فطری صلاحیت اور گہری سماجی حساسیت کا منفرد امتزاج موجود تھا۔ تھیٹر سے لے کر بڑے پردے تک انہوں نے اپنی فطری اور مؤثر اداکاری کے ذریعے متعدد کرداروں کو یادگار بنا دیا۔ نٹ سمراٹ، کرانتی ویر اور پرندہ جیسی فلموں میں ان کی اداکاری نے ہندوستانی سنیما پر ایسی انمٹ چھاپ چھوڑی جو ناظرین کی یادوں میں ہمیشہ زندہ رہے گی۔ انہوں نے پوار خاندان کے ساتھ نانا پاٹیکر کے قریبی تعلقات کو یاد کرتے ہوئے سنیترا پوار نے کہا کہ نانا پاٹیکر اور آنجہانی اجیت پوار کے درمیان انتہائی قریبی، محبت بھرے اور دوستانہ تعلقات تھے۔ خاندان کی خوشی اور غم کے ہر موقع پر وہ ہمیشہ خاندان کے ساتھ کھڑے رہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کے انتقال سے میں نے اور ہمارے پورے خاندان نے ایک انتہائی قریبی شخص کو کھو دیا ہے۔ یہ ذاتی نقصان میرے لیے اور ہمارے پورے خاندان کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے۔ سنیترا پوار نے کہا کہ اداکاری کے میدان میں کامیابی کی بلندیوں تک پہنچنے کے باوجود نانا پاٹیکر نے اپنی سماجی ذمہ داریوں کو کبھی نظرانداز نہیں کیا۔ نام فاؤنڈیشن کے ذریعے محروم طبقات، خشک سالی سے متاثرہ افراد اور کسانوں کے لیے ان کی خدمات ہمیشہ قابلِ تحریک رہیں گی۔

'افتتاحِ دارالقضاء ضلع سدھارتھ نگر و تفہیمِ شریعت' عنوان سے بیداری پروگرام

بستی (محمد اسلم شاداں بستوی) جامع مسجد کرما بازار، تحصیل بانسی، ضلع سدھارتھ نگر میں "افتتاحِ دارالقضاء ضلع سدھارتھ نگر و تفہیمِ شریعت" کے عنوان سے ایک اہم اور بیداری پر مبنی پروگرام منعقد ہوا، جس میں علاقے کے تقریباً 15 گاؤں سے لوگوں نے شرکت کی۔ پروگرام کے مہمانِ خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ، مہتمم مدرسہ فیضِ ہدایت، رامپور، یوپی، نے اپنے پرمغز اور فکر انگیز خطاب میں تفہیمِ شریعت، احکامِ شریعت اور دارالقضاء کی ضرورت و اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے عوام کو بتایا کہ خاندانی، ازدواجی اور دیگر شرعی معاملات میں شریعت کی رہنمائی حاصل کرنا کس قدر اہم ہے اور دارالقضاء ایسے معاملات کے حل کے لیے ایک مؤثر اور مفید شرعی ادارہ ثابت ہو سکتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے موجودہ عدالتی نظام کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کی مختلف عدالتوں، بالخصوص ڈسٹرکٹ کورٹ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں مقدمات کا بہت بڑا بوجھ موجود ہے۔ ایسے حالات میں باہمی تنازعات اور خاندانی معاملات کو شرعی اصولوں کے مطابق باوقار، کم خرچ اور نسبتاً کم وقت میں حل کرنے کے لیے دارالقضاء کا نظام ایک اہم معاون ذریعہ بن سکتا ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ دارالقضاء کا مقصد عدالتی نظام کا متبادل بننا نہیں، بلکہ شرعی نوعیت کے معاملات میں لوگوں کی دینی رہنمائی اور باہمی تنازعات کے حل میں معاونت فراہم کرنا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی نگرانی و رہنمائی میں ضلع سدھارتھ نگر میں دارالقضاء کا قیام ایک اہم دینی و سماجی ضرورت کی تکمیل کی جانب قدم ہے، جس کے ذریعے عوام اپنے شرعی معاملات کے سلسلے میں اہلِ علم اور شرعی ماہرین سے رہنمائی حاصل کر سکیں گے۔ پروگرام کے دوران 22 اکتوبر کو رائل گرین لان، بانسی میں منعقد ہونے والے افتتاحی پروگرام کے حوالے سے بھی تفصیلی رہنمائی دی گئی۔ شرکاء کو بتایا گیا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اہم قائدین و ذمہ داران ضلع سدھارتھ نگر تشریف لا رہے ہیں، اس لیے یہ عوام کے لیے ایک اہم موقع ہے کہ وہ خود پروگرام میں شریک ہو کر قائدین کی گفتگو براہِ راست سنیں اور دارالقضاء و تفہیمِ شریعت کے سلسلے میں مکمل رہنمائی حاصل کریں۔ اس موقع پر شرکاء میں بھرپور جوش و جذبہ دیکھنے میں آیا اور مجلس کے شرکاء نے ہاتھ اٹھا کر عہد کیا کہ وہ اپنے اپنے گاؤں سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو 22 اکتوبر کے پروگرام میں شریک کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں گے۔ الحمدللہ، پروگرام نہایت خوشگوار، پُرسکون اور سنجیدہ ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کی صدارت حافظ عبدالرؤف نے کی، جبکہ زیرِ نگرانی مولانا محمد ارشاد رہی اور زیرِ سرپرستی مولانا ابوطلحہ قاسمی، ڈائریکٹر الفلاح ٹرسٹ نے کی۔ آخر میں حضرت مولانا مفتی محمد ساجد قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کی دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

'ووٹ بچاؤ، دیش بچاؤ' کے نعرے کے ساتھ متھرا میں کانگریس کا پیدل مارچ

متھرا: ورنداوان کی جانب سے "ووٹ بچاؤ، دیش بچاؤ" کے نعرے کے ساتھ ایک عظیم الشان پیدل مارچ نکالا جائے گا۔ یہ پیدل مارچ کانگریس آفس، ہولی گیٹ سے شروع ہو کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آفس پہنچے گا، جہاں کارکنوں کی جانب سے زبردست مظاہرہ کیا جائے گا اور عزت مآب صدرِ ہند کے نام ایک یادداشت (میمورنڈم) پیش کی جائے گی۔

اس پروگرام میں بطور مہمانِ خصوصی قومی سکریٹری/انچارج برج زون، کنال چودھری خصوصی طور پر موجود رہیں گے۔ سابق سی ایل پی لیڈر پردیپ ماتھر نے کہا کہ ووٹ کی طاقت کمزور ہونے سے جمہوریت کمزور ہوتی ہے، اس لیے یہ مارچ عوامی حقوق کے تحفظ کی ایک اہم کوشش ہے۔ کانگریس کمیٹی نے تمام عہدیداروں، منڈل و بلاک صدور، ذیلی تنظیموں اور کارکنوں سے وقت پر ہولی گیٹ آفس پہنچنے کی اپیل کی ہے۔ اگر آپ کو اس ترجمہ میں کسی قسم کی تبدیلی یا مزید کسی متن کے ترجمے کی ضرورت ہو تو ضرور بتائیں۔

بہرائچ: مکاتب کے اساتذہ کے لئے تربیتی پروگرام کا انعقاد

بہرائچ: (ایس ایم ایس زیدی) مدرسہ سیدنا امیر حمزہ (خیرتیا حمید پور، تحصیل مہسی، ضلع بہرائچ) میں دینی تعلیمی بورڈ جمعیۃ علماء ضلع بہرائچ کے بینر تلے مکاتب کے اساتذہ کے لیے ایک روزہ تربیتی پروگرام حضرت حافظ محمد سعید اختر صاحب نوری صدر دینی تعلیمی بورڈ جمعیۃ علماء ضلع بہرائچ کی ہدایت پر منعقد کیا گیا۔ اس اہم اور معلوماتی نشست کی صدارت دینی تعلیمی بورڈ ضلع بہرائچ کے کارگزار صدر مولانا عبدالرقیب قاسمی نے کی، جبکہ جامعہ عربیہ مسعودیہ نورالعلوم بہرائچ کے نگرانِ مکاتب مولانا محمد سالم حیات اللہ نوری نے پروگرام کی نگرانی کے فرائض انجام دیے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز عزیزم محمد زاہد ماجد علی کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ اس کے بعد جامعہ نورالعلوم کے استاذ مولانا حفیظ اللہ نے بنیادی دینی تعلیم کے اہم موضوع ''نورانی قاعدہ پڑھانے کے طریقۂ کار'' پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے اساتذہ کو مخاطب کرتے ہوئے مکاتب کے تدریسی نظام کو جدید اور مؤثر بنانے، بچوں کی اخلاقی و دینی تربیت، نصاب کی بہتر تفہیم اور بچوں کی نفسیات کے مطابق عصرِ حاضر کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر تعلیم دینے کے گُر سکھائے۔ اساتذہ نے ان تمام نکات میں گہری دلچسپی دکھائی۔ اس تربیتی نشست میں مدرسہ کے مہتمم قاری عبدالرحیم نوری، حافظ محمد اختر وحیدی، قاری محمد شاہد، حافظ محمد ابراہیم، حافظ محمد شہنواز عالم، حافظ شفاعت اللہ، قاری عبدالولی، حافظ محمد فیروز خان نوری، حافظ محمد سلمان، حافظ محمد اشرف اور حافظ تقی الدین نوری سمیت کئی اہم شخصیات موجود رہیں۔ پروگرام کا اختتام صدرِ مجلس مولانا عبدالرقیب قاسمی کی دعا پر ہوا۔

بہرائچ: ڈی ایم کی صدارت میں پرائمری تعلیم کا جائزہ اجلاس

بہرائچ: (نامہ نگار) ضلع مجسٹریٹ راجیش کمار پانڈے کی صدارت میں کلکٹریٹ کے میٹنگ ہال میں بنیادی تعلیم محکمہ کا جائزہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں متعلقہ افسران کو ضروری ہدایات دی گئیں۔ ستمبر 2026 میں کونسل کے زیر انتظام اسکولوں میں بچوں کی ڈیجیٹل حاضری کا بلاک وار جائزہ لیا گیا، جس میں تیجاواپور، فخرپور، بلہا، پیاگپور اور جرول میں حاضری انتہائی کم پائی گئی۔ اس پر ضلع مجسٹریٹ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے متعلقہ پانچوں بلاک ایجوکیشن افسران سے وضاحت طلب کرنے کی ہدایت دی۔ ساتھ ہی فخرپور اور تیجاواپور کے بی ای او کی آئندہ احکامات تک تنخواہ روکنے اور ناموافق اندراج کے ذریعے سزا دینے کی ہدایت بھی دی۔ اجلاس میں ڈائٹ پرنسپل کی غیر حاضری کا بھی ضلع مجسٹریٹ نے سخت نوٹس لیتے ہوئے ایک دن کی تنخواہ روکنے کی ہدایت دی۔ انہوں نے کہا کہ اسکولوں میں بچوں کی حاضری کم نہیں ہونی چاہیے۔ کم حاضری والے اسکولوں کی نشاندہی کر کے افسران متعلقہ گاؤں کا دورہ کریں اور والدین سے بات چیت کر کے بچوں کی کم حاضری کی وجوہات کا حل نکالیں۔ ضلع مجسٹریٹ نے اسکولوں میں تعلیم کے معیار، مڈ ڈے میل اور دیگر انتظامات کی باقاعدگی سے جانچ کرنے کی ہدایت دی۔ اس کے علاوہ کستوربا گاندھی رہائشی اسکولوں سمیت تمام کونسل کے زیر انتظام اسکولوں میں مقررہ مینو اور معیار کے مطابق معیاری کھانا فراہم کرنے کے بھی احکامات دیے۔

رورل جرنلسٹس اسوسی ایشن کی جانب سے صحافیوں کے لئے تربیتی پروگرام کا انعقاد

سنت کبیر نگر، (ڈاکٹر عنبر بستوی): پولیس سپرنٹنڈنٹ، سنت کبیر نگر کی ہدایت پر، *مسٹر۔ سندیپ کمار مینا*، رورل جرنلسٹس اسوسی ایشن اور پولیس انتظامیہ کے مشترکہ زیر اہتمام ریزرو پولیس لائن، سنت کبیر نگر میں واقع آڈیٹوریم میں ضلع کے دیہی صحافیوں کی اسوسی ایشن کے صحافیوں کے لیے سائبر کرائم اور نئے قوانین پر ایک روزہ تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کی صدارت ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، سنت کبیر نگر نے کی۔ سشیل کمار سنگھ * پروگرام کے دوران، انسپکٹر *Mr. سائبر کرائم اسٹیشن کے انچارج دلیپ سنگھ *اور سائبر کرائم اسٹیشن کی ٹیم نے سائبر کرائمز میں موجودہ اضافے، سائبر فراڈ کے مختلف طریقوں، آن لائن فراڈ سے تحفظ، سوشل میڈیا کے محفوظ استعمال، سائبر کرائمز کی صورت میں فوری طور پر کی جانے والی کارروائی، سائبر کرائمز کے حوالے سے تفصیلی معلومات فراہم کیں۔ اس کے علاوہ صحافیوں کو نئے فوجداری قوانین کے حوالے سے اہم معلومات فراہم کی گئیں۔ سائبر کرائم کیسز میں پولیس ایکشن اور عوام میں شعور بیدار کرنے میں میڈیا کے کردار پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ موجود صحافیوں نے سائبر کرائم سے متعلق مختلف سوالات اٹھائے جن کا سائبر کرائم تھانے کی ٹیم نے جواب دیا اور ضروری معلومات فراہم کیں۔ پروگرام کے دوران، سال 2026 کے لیے سائبر سیکورٹی آگاہی مہم کے ایک حصے کے طور پر، محفوظ ڈیجیٹل رویے کو اپنانے اور سائبر کرائم کے خلاف چوکس رہنے کا پیغام دیا گیا۔

نوراتری اور درگا پوجا کے پیش نظر بکھیرا تھانے میں امن کمیٹی کا اجلاس

سنت کبیر نگر، (ڈاکٹر عنبر بستوی): آنے والی شردیہ نوراتری اور درگا پوجا کے پرامن، ہم آہنگی اور محفوظ جشن کو یقینی بنانے کے لیے بدھ کو بکھیرا پولیس اسٹیشن میں امن کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ پولیس اور انتظامی عہدیداروں نے تہوار کے دوران امن و امان برقرار رکھنے کے سلسلے میں ممتاز شہریوں، عوامی نمائندوں اور پوجا کمیٹیوں کے ارکان کے ساتھ تفصیلی بات چیت کی۔ ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، سنت کبیر نگر، سشیل کمار سنگھ، سب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، خلیل آباد، ہردے رام تیواری، سب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، مہدوال، کشیپراپال، سرکل آفیسر، مہدوول، سرودا ون سنگھ، ایگزیکٹیو آفیسر، نگر پنچایت، بکھیرا، سیما رائے، سینٹ ہاؤس میں میٹنگ میں موجود تھے۔ عہدیداروں نے وہاں موجود لوگوں سے تہوار کے دوران باہمی بھائی چارہ اور ہم آہنگی برقرار رکھنے کی اپیل کی۔ عہدیداروں نے کہا کہ درگا مورتی کی تنصیب، پوجا، جاگرن، جلوس اور وسرجن کے دوران حکومت اور انتظامیہ کی طرف سے مقرر کردہ اصولوں پر سختی سے عمل کیا جانا چاہیے۔ منتظمین کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ڈی جے اور ساؤنڈ ایمپلیفائنگ آلات کو صرف مقررہ معیارات اور اجازتوں کے مطابق استعمال کریں، جلوس کے مقررہ روٹ پر عمل کریں اور ٹریفک کی روانی کو ہموار رکھیں۔ اجلاس میں برقی اور دیگر حفاظتی معیارات پر خصوصی توجہ دینے کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا۔ منتظمین سے کہا گیا کہ وہ پہلے سے ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کریں تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ مورتی پنڈال، جلوس اور وسرجن کے دوران کوئی افراتفری نہ ہو۔ انہوں نے وہاں موجود افراد پر زور دیا کہ وہ خواتین اور بچوں کی حفاظت کے حوالے سے خصوصی چوکسی اختیار کریں اور کسی بھی ہنگامی صورتحال کی صورت میں فوری طور پر پولیس کو اطلاع دیں۔

بہرائچ: مشن شکتی کے تحت خواتین کو بیدار کیا گیا

بہرائچ (نامہ نگار) مشن شکتی 5.0 مہم کے دوسرے مرحلے کے تحت مشن شکتی ٹیموں نے مختلف مقامات کا دورہ کر کے خواتین اور بچیوں کو مشن شکتی کے مقاصد کے تئیں بیدار کیا۔ بہرائچ۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ وشواجیت شریواستو کی ہدایت پر ''مشن شکتی 5.0'' مہم کے دوسرے مرحلے کے تحت ضلع کے تمام تھانوں میں تشکیل دی گئی مشن شکتی ٹیموں کی جانب سے اہم بازاروں، قصبوں، چوراہوں، مذہبی مقامات اور دیگر اہم مقامات پر خاتون پولیس اہلکاروں کے ذریعے خواتین کی حفاظت، بااختیاری اور خود انحصاری کے سلسلے میں بیداری پروگرام منعقد کیے گئے۔ ضلع میں خواتین اور بچیوں کی حفاظت یقینی بنانے کے لیے منعقد کیے گئے بیداری پروگرام کے تحت خواتین کو ان کے حقوق، حفاظتی اقدامات اور مشن شکتی کے تحت دستیاب سہولیات کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندویؒ کا انتقال علمی و دینی دنیا کا عظیم خسارہ

لکھنؤ، (پریس ریلیز): آل انڈیا مائنارٹیز فورم فار ڈیموکریسی کی ایک تعزیتی میٹنگ فورم کے صدر **ڈاکٹر عمار رضوی** کی زیرِ صدارت فورم کے دفتر، پارک روڈ، لکھنؤ میں منعقد ہوئی۔ فورم کے صدر ڈاکٹر عمار رضوی نے کہا کہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کے انتقال کی خبر سے مجھے دلی رنج و غم ہوا۔ ان کے انتقال سے ملک و ملت نے ایک عظیم عالمِ دین، ممتاز ماہرِ تعلیم، عربی زبان و ادب کے بلند پایہ محقق، ادیب اور صاحبِ علم شخصیت کو کھو دیا ہے۔ ان کی وفات علمی، ادبی اور دینی دنیا کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ نے اپنی پوری زندگی علم، تعلیم، عربی زبان و ادب، تحقیق اور دینی خدمات کے لیے وقف کر دی۔ عربی زبان و ادب کے فروغ اور ہندوستان میں عربی علمی و ادبی روایت کو مضبوط بنانے میں ان کا کردار نہایت اہم اور قابلِ قدر رہا۔ ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے ساتھ ان کا تعلق نہایت گہرا اور دیرینہ تھا۔ انہوں نے ندوہ کی علمی و تعلیمی روایات کو آگے بڑھانے اور اسے مزید مستحکم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ایک استاد، محقق، مصنف اور منتظم کی حیثیت سے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ان کی علمی رہنمائی سے بے شمار طلبہ اور محققین نے استفادہ کیا اور آج وہ مختلف شعبوں میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ عربی زبان و ادب کے میدان میں مولانا اعظمی ندویؒ کی خدمات خصوصی اہمیت رکھتی ہیں۔ انہوں نے عربی ادب، تحقیق، تنقید اور صحافت کے میدان میں گراں قدر علمی کام انجام دیا اور ہندوستان کی عربی علمی روایت کو عالمی سطح پر متعارف کرانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ عربی زبان و ادب کے لیے ان کی غیر معمولی خدمات کے اعتراف میں انہیں صدر جمہوریہ ہند کے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ مولانا کی خدمات صرف دینی تعلیم تک محدود نہیں تھیں۔ انہوں نے جدید اعلیٰ تعلیم کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا اور انٹیگرل یونیورسٹی، لکھنؤ کے چانسلر کی حیثیت سے یونیورسٹی کی تعلیمی و علمی ترقی میں اپنی خدمات پیش کیں۔ ان کا نقطۂ نظر وسیع اور ہمہ گیر تھا۔ وہ علم، تحقیق، جدید تعلیم اور اخلاقی و دینی تربیت کو معاشرے کی ترقی کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ آج دن میں ڈاکٹر عمار رضوی کی رہائش گاہ پر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویہ کے انتقال پر منعقدہ تعزیتی نشست میں مولانا صاحب کی علمی، ادبی، دینی اور تعلیمی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا اور ان کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ محمود آباد میں ڈاکٹر عمار رضوی کے زیرِ انتظام درسگاہ مولانا آزاد انسٹیٹیوٹ آف ہیومینیٹیز سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (مجوزہ مولانا آزاد رورل یونیورسٹی) اور دیگر تعلیمی اداروں میں تعزیتی جلسے کے بعد تعطیل کر دی گئی۔ اس میٹنگ میں خاص طور پر پروفیسر ماہ رخ مرزا، فرقان بیگ، اسلم بیگ، ندیم عباس، کاشف حسن، فراز حسن، کمیل نقی، افضل رضوی، شان علی، سید جمیل حسن نقوی، اسعد معروف مونی، ابوشحمہ انصاری، عرفان منصوری، وسیم احمد، مولانا جلال الدین، روی پرکاش یادو، راجیش پرساد، شری کانت دوبے، شہاب الدین خان، عطیق انصاری، ڈاکٹر احتشام خان، ڈاکٹر شاکیہ وغیرہ شامل ہوئے۔ یہ اطلاع آل انڈیا مائنارٹیز فورم فار ڈیموکریسی کے شعبۂ نشر و اشاعت کے سکریٹری ابوشحمہ انصاری نے فراہم کی۔

تمبور، سیتاپور (پریس ریلیز): دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سابق مہتمم، ممتاز عالمِ دین، عربی زبان و ادب کے نامور محقق، ادیب، مصنف اور میرے استاذِ محترم جناب مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کے انتقال پر ممتاز عالمِ دین، ملی و سماجی کارکن اور صحافی **مفتی محمد خبیر ندوی علیگ** نے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اسے علمی و دینی دنیا کا ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ اپنے تعزیتی بیان میں مفتی محمد خبیر ندوی علیگ نے کہا کہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی رحمہ اللہ ایک ہمہ جہت علمی شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی تعلیم، تدریس، تحقیق، تصنیف و تالیف، عربی زبان و ادب اور دینی صحافت کی خدمت میں صرف کر دی۔ ان کا شمار برصغیر کے ان ممتاز علماء میں ہوتا تھا جنہوں نے عربی زبان و ادب کو جدید علمی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور نئی نسل کو اس سے جوڑنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا اعظمی ندوی کی شخصیت علم و عمل، سادگی، تواضع، اخلاص اور علمی وقار کا حسین امتزاج تھی۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے ان کی طویل وابستگی اور وہاں تدریسی و انتظامی ذمہ داریوں کی ادائیگی ان کی غیر معمولی علمی و انتظامی صلاحیتوں کی واضح دلیل ہے۔ ان کے شاگردوں اور مستفیدین کا حلقہ ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ مفتی محمد خبیر ندوی علیگ نے مزید کہا کہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے عربی زبان و ادب کے میدان میں جو خدمات انجام دیں، وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

لکھنؤ (پریس ریلیز): استاذ الاساتذہ مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی میرے بھی استاذ تھے۔ ہم نے ان سے فضیلت دعوہ و صحافت میں باقاعدہ پڑھا بھی اور ان کی خدمت میں بھی برابر رہے ہیں۔ مولانا کے اندر سب سے بڑی جو صفت تھی، وہ نافعیت کی تھی۔ مولانا سے جو بھی قریب ہوتا یا ان کی صحبت میں رہتا، وہ علمی، دینی اور دنیاوی اعتبار سے فائدہ ضرور پاتا، یا مولانا بذاتِ خود اس کو فائدہ پہنچاتے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا کے انتقال پر **عبدالوکیل ندوی** بارہ بنکوی نے کرتے ہوئے مزید کہا کہ مولانا وقت اور ذمہ داریوں کے بہت پابند تھے، عربی زبان کے مایہ ناز خطیب، انشا پرداز اور علم و عمل و سادگی کے بے مثال پیکر تھے۔ تلاوتِ قرآن مولانا کے معمولات کا حصہ تھا، قرآن کا پڑھنا اور سننا ان کے زندگی کے معمولات کا سب سے بہترین حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

ہردوئی: دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سابق مہتمم، ممتاز عالمِ دین، عربی زبان و ادب کے معروف ماہر، صاحبِ قلم اور مایۂ ناز علمی شخصیت حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کے انتقال پر **جمعیۃ علماء ضلع ہردوئی** نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ جمعیۃ علماء ضلع ہردوئی کے صدر حضرت مولانا عبدالجبار قاسمی نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کی وفات عالمِ اسلام بالخصوص ہندوستان کی علمی و دینی دنیا کا بڑا خسارہ ہے۔ مولانا مرحوم نے اپنی پوری زندگی علمِ دین کی تدریس، عربی زبان و ادب کی خدمت، تصنیف و تالیف، صحافت، دعوت و اصلاح اور نسلِ نو کی علمی و فکری تربیت میں صرف کی۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء سے ان کی طویل وابستگی اور بحیثیت مہتمم ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ان کا انتقال ایک ایسے وقت میں ہوا ہے جب علمی و دینی میدان میں ان جیسے صاحبِ علم و بصیرت افراد کی شدید ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے علمی فیض کو جاری رکھے۔ جمعیۃ علماء (وسط) اتر پردیش کے سکریٹری مولانا یاسر عبدالقیوم قاسمی نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ صرف ایک بڑے عالم اور عربی زبان کے ماہر ہی نہیں تھے بلکہ وہ علم و تحقیق، دعوت و تربیت اور دینی و ملی رہنمائی کے میدان میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ان کی وفات سے علمی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے اسے آسانی سے پُر نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی زندگی علم کے ساتھ وابستگی، اخلاص اور خدمتِ دین کی روشن مثال تھی۔

لکھنؤ: **ممتاز انٹر کالج** میں جملہ اسٹاف و طلبہ کا ایک تعزیتی جلسہ کالج کے پرنسپل مسٹر این۔ ایچ۔ پٹھانیہ صاحب کے زیرِ صدارت میں ہوا۔ جس میں ندوۃ العلماء کے مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن آعظمی ندوی صاحب کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اسلامک اسکالر مرحوم حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن آعظمی ندوی صاحب ندوۃ العلماء کے مہتمم تھے ان کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا۔ کالج کے منیجر سید اطہر نبی، ایڈوکیٹ، اسسٹنٹ منیجر سید کفیل احمد، ایڈوکیٹ، سید بلال نورانی نے اپنے تعزیتی پیغام میں حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن آعظمی ندوی صاحب کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور اللہ رب العزت سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ جلسہ میں سبھی اساتذہ کرام، ملازمین، طلباء و طالبات نے شرکت کی اور مرحوم کے لئے ایصالِ ثواب کیا۔

لکھنؤ: حضرت مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی صاحب کے انتقال پُر ملال **جامعہ حفصہ للبنات**، یٰسین گنج لکھنؤ میں حضرت مولانا کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی منعقد کی گئی اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ معلمات جامعہ نے طالبات کے سامنے ذکرِ خیر کیا۔ حضرت والا ہمارے ادارے کے تقریباً ۱۰ سال سے سرپرست رہے اور ان کی سرپرستی میں تمام شعبہ جات کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری و ساری رہا۔ وقتاً فوقتاً حضرت والا نے مفید مشورے بھی دئے، حضرت والا کی بارہا تشریف آوری بھی ہوئی، اُنکی سرپرستی سے آج میں محروم ہوا ہوں جو میرا ذاتی نقصان ہے اور ذاتی ایک ایسا خلاء ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے لیکن رب کریم کا یہی فیصلہ ہے دنیا میں لوگ آتے جاتے رہیں گے اور دنیا کا نظام چلتا رہے گا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ دینی نظام کو ہر امت مسلمہ کے ایک ایک فرد تک پہونچائے اور لوگ اس پر عمل پیرا ہو کر اُخروی زندگی کی فکر کر کے اپنے آپ کو کامیابی سے ہمکنار کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے، سیّات کو حسنات سے مبدل فرمائے اور ان کے کئے ہوئے دینی کاموں کو قبول فرما کر اپنے شایانِ شان اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

لکھنؤ: مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ، مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے انتقال پر **مولانا آزاد میموریل اکادمی** کے صدر شارق علوی اور جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبدالقدوس ہاشمی نے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے اہلِ خانہ اور متعلقین سے تعزیت کی ہے۔ اپنے تعزیتی بیان میں انہوں نے کہا کہ مولانا اعظمی ندویؒ سے والہانہ اور دیرینہ تعلق تھا۔ ان کی علمی، دینی، ادبی اور انتظامی صلاحیتیں غیر معمولی تھیں۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی انتظامی و علمی خدمات کے ساتھ عربی مجلّہ ''البعث الاسلامی'' کی ادارت کے ذریعے انہوں نے عرب دنیا میں بھی اپنی ایک نمایاں علمی شناخت قائم کی۔ ڈاکٹر عبدالقدوس ہاشمی نے بتایا کہ 2014ء میں مولانا آزاد میموریل اکادمی نے وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ 5 کالی داس مارگ پر ایک وقار تقریب کی موقع پر ان کی تعلیمی، ادبی اور سماجی خدمات کے اعتراف میں اس وقت کے موجودہ وزیر اعلیٰ اتر پردیش جناب اکھلیش یادو نے ''مولانا آزاد ایوارڈ'' سے انہیں نوازا تھا۔ اکادمی کے عہدیداران نے کہا کہ مولانا اعظمی ندوی ؟ کا انتقال علمی و دینی دنیا کا بڑا نقصان ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

لکھنؤ: ممتاز اور مایہ ناز تعلیمی ادارہ '**ارم ایجوکیشنل سوسائٹی**' کا تعزیتی جلسہ ارم پوسٹ گریجویٹ کالج کے آڈیٹوریم واقع سی بلاک اندرا نگر لکھنؤ میں ہوا۔ جس میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظمِ اعلیٰ و پرنسپل مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ سوسائٹی کے منیجر، ڈائریکٹرز، سکریٹری نے مولانا کی رحلت کو پوری ملتِ اسلامیہ، علمی دنیا اور صحافتی حلقوں کے لیے ایک ایسا بڑا خسارہ قرار دیا جس کی تلافی ممکن نہیں۔ ارم گروپ آف انسٹی ٹیوشنز کے منیجر ڈاکٹر خواجہ سید بزمی یونس نے انتہائی غمزدہ لہجے میں تعزیت پیش کرتے ہوئے کہا کہ "حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کا اس دارِ فانی سے رخصت ہو جانا محض کسی ایک شخصیت کا جانا نہیں ہے، بلکہ علم و ادب، خصوصاً ملت اسلامیہ کے ایک عظیم الشان عہد کا خاتمہ ہے۔ وہ نصف صدی سے زائد عرصے تک ندوۃ العلماء کی تعلیمی و انتظامی سرپرستی کرتے رہے اور اپنی منفرد فکر سے نسلوں کی آبیاری کی۔ ارم ایجوکیشنل سوسائٹی کا پورا عملہ اور اہلِ خاندان ندوہ کے اساتذہ، طلبہ اور مولانا کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے سوسائٹی کے ڈائریکٹر انجینئر خواجہ سید فیضی یونس نے مولانا کی تعلیمی خدمات کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی دورِ حاضر میں دینی اور عصری علوم کے امتزاج کی ایک بہترین کڑی تھے۔ انٹیگرل یونیورسٹی کے چانسلر کی حیثیت سے انہوں نے مسلم نوجوانوں کی جدید و سائنسی خطوط پر جو رہنمائی فرمائی، وہ ہم جیسے تمام تعلیمی اداروں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ڈاکٹر طارق حسین نے صحافتی اور ادبی حلقوں کی جانب سے گہرے رنج و ملال کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی محض ایک نہ صرف مذہبی رہنما تھے، بلکہ وہ عالمی سطح پر عربی صحافت کے ایک بہت بڑے اور درخشاں ستون تھے۔ ان کی زیرِ ادارت شائع ہونے والے بین الاقوامی عربی جریدے 'مجلۃ البعث الاسلامی' نے دنیائے عرب اور غیر عرب کے درمیان علمی و فکری رابطے کا ایک تاریخی فریضہ انجام دیا اور عالمی افق پر ہندوستانی مسلمانوں کی علمی بالادستی کا لوہا منوایا۔ ایک مایہ ناز مصنف، مدبّر اور صحافی کے طور پر ان کی وفات سے آج سچ مچ پوری صحافتی برادری یتیم ہو گئی ہے۔ تعزیتی جلسہ کے اختتام پر ارم ایجوکیشنل سوسائٹی کے تمام اساتذہ، انتظامیہ، وابستگان اور 'اپنا اخبار' کی ٹیم نے ایک زبان ہو کر مرحوم مولانا کے درجات کی بلندی، مغفرت اور پسماندگان و متعلقین کے لیے صبرِ جمیل' کی مخلصانہ دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ردولی، ایودھیا: **نوبل ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر فاؤنڈیشن** کے زیرِ اہتمام عالمی شہرت یافتہ عالمِ دین، مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کے سانحۂ ارتحال پر ایک تعزیتی نشست منعقد ہوئی جس میں مقررین نے مولانا کی علمی، ادبی، انتظامی اور تربیتی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اس موقع پر فاؤنڈیشن کے صدر مولانا توقیر احمد ندوی نے اپنے تعزیتی کلمات میں کہا کہ عربی زبان و ادب کا ایک ادیب ہم سے رخصت ہو گیا جس نے طلبہ کو لکھنے کا سلیقہ سکھایا اور عربی زبان و ادب کی خدمت کے لیے ایک نسل تیار کی۔ مولانا فہد ندوی نے کہا کہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ دارالعلوم کے انتظام و انصرام کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دیتے تھے۔ ان کا تربیتی انداز ایسا تھا کہ طلبہ کے اندر عربی زبان و ادب کے تعلق سے مہارت پیدا ہوتی تھی۔ مولانا احتشام ندوی نے کہا کہ مولانا کی شخصیت میں بے شمار خوبیاں جمع تھیں۔ ان کا جمعہ کا خطبہ بھی طلبہ کے لیے درس اور تربیت کا ذریعہ ہوتا تھا جس سے وہ علمی و فکری رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ مولانا اختر ندوی نے کہا مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی؟ سلف صالحین کا نمونہ تھے ان کی زندگی علم، عمل، تقویٰ اور اخلاص کا حسین امتزاج تھی۔ ڈاکٹر انور حسین خان اور کوثر خان نے مشترکہ طور پر اپنے تعزیتی کلمات میں کہا کہ ایسے ذی علم اور صاحبِ کمال افراد بڑی مشکل سے پیدا ہوتے ہیں۔ مولانا کی وفات علمی و ادبی دنیا کے لیے ایک بڑا نقصان ہے جس کی تلافی آسان نہیں۔ نشست کے اختتام پر مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی گئی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ وہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندویؒ کی علمی و دینی خدمات کو شرفِ قبول بخشے، ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

’پردیش ڈباؤ الائنس‘ میں سیفئی یا سفارش سے ملتی تھی نوکری: وزیر اعلیٰ یوگی

اتر پردیش پولیس میں ہنر مند کھلاڑی کوٹہ کے تحت منتخب 470 ہونہار امیدواروں کو تقرری نامہ تقسیم

لکھنؤ، (صحافت بیورو): وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے جمعرات کو لوک بھون آڈیٹوریم میں اتر پردیش پولیس میں ہنر مند کھلاڑی کوٹہ کے تحت منتخب 470 کھیلوں کے ہنر مندوں کو تقرری نامے تقسیم کیے۔ کھلاڑیوں کی کامیابیوں، کھیلوں کے تئیں حکومت کی وابستگی اور بھرتی کے شفاف عمل کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے سماج وادی پارٹی پر سخت حملہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ پہلے ریاست میں نوجوانوں کے لیے ملازمتیں ایک خاندان کے زیر کنٹرول تھیں اور ملازمت کے حصول کے لیے ’سیفئی‘ یا سفارش کی ضرورت ہوتی تھی۔ آج تقرریوں کے لیے نہ تو سفارش چلتی ہے اور نہ ہی پیسہ۔ آج صرف کھلاڑیوں کے ٹیلنٹ، محنت اور پسینے کی قدر ہو رہی ہے۔ پہلے ”ریاست ڈباؤ الائنس“ تھا اور اب این ڈی اے کی حکومت ہے۔ این ڈی اے کا مطلب ہے ”نوکری دیں گے الائنس“۔ اب نوکری پر صرف پسینے اور ہنر کا قبضہ ہے۔ محنت کے ذریعے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے والے کھلاڑی اب اسی کی بنیاد پر تقرریاں حاصل کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ پہلے ریاست میں نوجوانوں کو شناخت کے بحران کا سامنا تھا اور ان کی ملازمتیں چھین لی جاتی تھیں۔ کھلاڑی میدان میں پسینہ بہاتا تھا، اس کے پاس سفارش کرانے کا وقت نہیں تھا جس کی وجہ سے اسے نوکری نہیں مل پاتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ 2017 سے پہلے سماج وادی پارٹی کی حکومت کے دوران بڑی تعداد میں سماج دشمن عناصر کو تحفظ حاصل تھا۔ ایس پی نے ریاست میں 10 لاکھ غنڈے پالے تھے، وہ بیٹیوں کی حفاظت کے لیے خطرہ بنے ہوئے تھے، فسادات اور انارکی کو ہوا دیتے تھے اور غریبوں کی زمینوں پر قبضہ کرتے تھے۔ اس کے برعکس ہماری حکومت نے 10 لاکھ نوجوانوں کو سرکاری نوکریاں دے کر اتر پردیش کو ایک نئی پہچان دینے کا کام کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جب سماج وادی پارٹی نوجوانوں کو بھرتی کرنے کی بات کرتی ہے تو ہنسی آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے پانی میں تیرنے والا مگرمچھ امن کی تلقین کر رہا ہو۔ ہمیں ایسے مگرمچھوں سے ہوشیار رہنا چاہیے، آپ کو بہت محتاط رہنا چاہئے، کھیلیں، سخت پسینہ بہائیں اور نئے ریکارڈ قائم کریں۔ نوکری کے بارے میں فکر مت کرو، ہم نے ایک پالیسی قائم کی ہے جو یقینی بنائے گی کہ آپ کو نوکری ملے گی۔ کوئی بھی آپ کے پروموشن میں تاخیر نہیں کر سکتا اور اگر کوئی کرتا ہے، تو ہم اسے روکنے والے ہوں گے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ نوجوانوں کو شراب اور سماج وادی پارٹی سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے تکمیلی ہیں۔ دونوں نے ریاست کو برباد کیا ہے۔ حکومت کی سپورٹس پالیسی کا مقصد باصلاحیت کھلاڑیوں کو فروغ دینا اور انہیں عزت اور مواقع فراہم کرنا ہے۔ 2017 سے پہلے، اتر پردیش گھوٹالوں کا گڑھ تھا، بشمول کان کنی، بھرتی، اور ریور فرنٹ۔ آج، ریاست میرٹھ میں ایک اسپورٹس یونیورسٹی، ہر کمشنریٹ میں اسپورٹس کالج اور ایکسی لینس کے مراکز، ایک ضلع میں ایک پروڈکٹ، ایک ضلع میں ایک میڈیکل کالج، اور کھلاڑیوں کے جیتنے والے تمغوں کے بارے میں بحثوں سے گونج رہی ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت میں بھارتیہ جنتا پارٹی نے نہ صرف انتخابات جیتنے کے ریکارڈ قائم کیے ہیں بلکہ تمغے جیتنے کے بھی ریکارڈ قائم کیے ہیں۔ ایشین گیمز میں ہندوستانی کھلاڑیوں کے جیتنے والے 107 تمغوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے اسے اب تک کا سب سے بڑا قرار دیا اور کھلاڑیوں پر زور دیا کہ وہ نئے ریکارڈ قائم کریں۔

ایودھیا سے خود الیکشن لڑ کر دکھائیں یوگی

اکھلیش یادو کا وزیر اعلیٰ کو چیلنج، نہیں مل رہا امیدوار

لکھنؤ: (پی این ایس) ایودھیا میں سماج وادی پارٹی کے قومی صدر اور سابق وزیر اعلی اکھلیش یادو نے جمعرات کو وزیر اعلی یوگی آدتیہ ناتھ کو ایودھیا سے اسمبلی انتخابات لڑنے کا چیلنج دیا۔ اکھلیش نے کہا کہ بی جے پی مسلسل سروے کر رہی ہے، لیکن ہر سروے میں پیچھے ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ بی جے پی ایودھیا میں امیدوار تلاش کرنے سے قاصر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر بڑے بڑے دعوے کرنے والے وزیر اعلیٰ اتنے ہی پر اعتماد ہیں تو انہیں خود ایودھیا سے الیکشن لڑنا چاہئے۔ اکھلیش یادو سابق وزیر تیج نارائن پانڈے ’پون پانڈے‘ کے آبائی گاؤں کرشنا پور خانپور رسول آباد میں منعقد شریمد بھاگوت کتھا گیان یگیہ میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ تاہم، انہوں نے رام مندر اور ہنومان گڑھی کا دورہ نہیں کیا، جو مقام سے تقریباً 30 کلومیٹر دور واقع ہے۔ اس پر بی جے پی کی جانب سے تنقید کی گئی۔ بھاگوت کتھا میں اکھلیش یادو نے

بھگوان کرشن کی زندگی اور پیغام کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ کرشنا کی زندگی سماجی انصاف، محبت، ہمدردی، تعلق اور بھائی چارے کا پیغام دیتی ہے۔ بھگوان کی عدالت اور انصاف میں اونچ نیچ کی کوئی جگہ نہیں۔ کرشن اور سداما کے درمیان دوستی اور ارجن کے رتھ کے طور پر کرشنا کے کردار کا حوالہ دیتے ہوئے، انہوں نے کہا کہ سماجی انصاف پسماندہ لوگوں کا احترام کرنے کے بارے میں ہے۔ اکھلیش نے کہا کہ اگر سماج وادی پارٹی حکومت بناتی ہے تو ایودھیا کی ترقی میں مزید تیزی آئے گی۔ اراضی اور مکان کے حصول کے لیے منصفانہ معاوضہ اور بازاری قیمتوں کو یقینی بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ انہوں نے مستقبل میں خواتین کو سالانہ 40,000 روپے فراہم کرنے کی بھی بات کی۔ اکھلیش نے کہا کہ اٹاوہ میں کیداریشور مہادیو مندر کی تکمیل کے بعد پون پانڈے کو ایک تاریخ طے کرنی چاہئے اور سماج وادی پارٹی کا پورا خاندان رام للا کا آشیرواد لینے ایودھیا جائے گا۔

لکھنؤ: سماج وادی پارٹی کارکنوں نے مہانگر سے ضلع کلکٹریٹ تک ”جمہوریت کے تحفظ وبقاء کے لئے“ پیدل مارچ کیا۔

معمولی جھگڑے کے بعد ہجوم پر چڑھایا ٹریکٹر، 3 کو کچل کر کیا ہلاک

بجنور: (پی این ایس) اتر پردیش کے بجنور میں بدھ کی رات دیر گئے جھگڑے کے بعد تین لوگوں کو ٹریکٹر نے کچل کر ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ چاند پور علاقے کے جمال الدین پور گاؤں میں شراب کی دکان کے قریب پیش آیا۔ جھگڑے کے بعد ٹریکٹر ڈرائیور نے گاڑی گھر کے باہر کھڑے لوگوں کی طرف موڑ دی جس سے تین افراد شدید زخمی ہو گئے۔

پولیس کے مطابق دتیانہ کا 4 رہائشی ٹریکٹر لے کر جمال الدین پور پہنچا تھا۔ اس کا شراب کی دکان کے قریب کسی سے جھگڑا ہوا۔ الزام ہے کہ تنازعہ بڑھنے پر اس نے ٹریکٹر اسٹارٹ کیا اور اسے وہاں موجود لوگوں کی طرف چڑھا دیا۔ ٹریکٹر کی زد میں آکر مہندر، ادے ویر اور بابورام شدید زخمی ہو گئے۔ گاؤں والوں نے تینوں کو چاند پور کے کمیونٹی ہیلتھ سینٹر (CHC) پہنچایا۔ وہاں ڈاکٹروں نے ادے ویر اور بابورام کو مردہ قرار دے دیا۔ مہندر جس کی حالت تشویشناک تھی، کو نجی اسپتال لے جایا گیا جہاں علاج کے دوران اس کی بھی موت ہو گئی۔ 3 افراد کو کچلنے کے بعد ٹریکٹر بے قابو ہو کر کھمبے سے ٹکرا کر الٹ گیا۔ حادثے میں ڈرائیور بھی زخمی ہوا۔ اسے ابتدائی طور پر سنٹرل ہیلتھ سینٹر (CHC) میں داخل کرایا گیا، جہاں اس کی حالت مزید بگڑ گئی اور اسے اعلیٰ مرکز میں ریفر کر دیا گیا۔ تینوں کی موت (بجنور ٹرپل مرڈر) کی خبر نے گاؤں میں ہلچل مچا دی، اور گاؤں والوں کی بڑی تعداد جائے وقوعہ پر پہنچ گئی۔ ہسپتال میں ایک ہجوم جمع ہو گیا۔

واقعہ کے بعد گاؤں میں خوف وہراس کا ماحول ہے۔ اطلاع ملتے ہی ایس ڈی ایم پرشانت ورما اور سی او دیش دیپک سنگھ سی ایچ سی پہنچے اور واقعہ کے بارے میں دریافت کیا۔ پولیس نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر حالات کو قابو میں کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ وہ واقعہ (بجنور ٹرپل مرڈر) کے تمام پہلوؤں سے تفتیش کر رہے ہیں۔ ابھی تک کسی بھی فریق کی طرف سے کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

گیانیش کمار کے خلاف ایس پی کارکنوں کا پیدل مارچ

بریلی: (پی این ایس) چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے خلاف بریلی میں سماج وادی پارٹی نے احتجاج کیا۔ ضلع صدر شبلیش یادو کی قیادت میں کارکنوں کی بڑی تعداد نے پارٹی دفتر سے پیدل مارچ کیا۔ احتجاج کے دوران کارکنوں نے بی جے پی کے خلاف نعرے لگائے جن میں ’ووٹ چور، تخت چھوڑ‘ شامل ہیں۔ انہوں نے بی جے پی کے خلاف زبردست نعرے بازی بھی کی۔ احتجاج کے دوران ایس پی کارکنان امبیڈکر پارک پہنچے، جہاں بابا صاحب ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کے مجسمے پر پھولوں کی مالا چڑھائی گئی۔

اس کے بعد کارکنان گاندھی پارک کی طرف روانہ ہوئے اور مہاتما گاندھی کے مجسمے پر پھول چڑھائے۔ احتجاج کے دوران ایس پی کے سابق وزیر بھاگوت شرن گنگوار نے نوٹ کیا کہ آج جے پرکاش نارائن کی یوم پیدائش ہے۔ انہوں نے کہا کہ جے پرکاش نارائن نے عوام کو اس وقت متحد کیا تھا جب ملک میں انتشار اور بے ایمانی کا ماحول تھا۔ گنگوار نے گیانیش کمار کو ہٹانے اور اہل شہریوں کے حق رائے دہی کی ضمانت کا مطالبہ کیا۔

رائے بریلی میں کانگریس کارکنوں کا احتجاج، یوم سیاہ منایا

رائے بریلی: (پی این ایس) جمعرات کو اپوزیشن لیڈر راہل گاندھی کے حلقہ رائے بریلی میں کانگریس کارکنوں نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے استعفیٰ اور ووٹ چوری کے معاملے پر احتجاجی مظاہرہ کیا۔ کارکنان نے دہلی کے جنتر منتر پر رکن پارلیمنٹ راہل گاندھی اور رکن پارلیمنٹ پرینکا گاندھی کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کے خلاف احتجاج بھی کیا۔ ضلع صدر پنکج تیواری کی قیادت میں کانگریس کارکنوں نے تلک بھون سے ضلع مجسٹریٹ کے دفتر تک مارچ کیا۔ جمہوریت میں ”یوم سیاہ“ کے موقع پر کارکنوں نے سیاہ پٹیاں بھی باندھیں۔ ضلع صدر پنکج تیواری نے کہا کہ گیانیش کمار کو گرفتار کر کے جیل بھیجنے تک احتجاج جاری رہے گا۔ سٹی کانگریس کمیٹی کے صدر دھیرج سریواستو نے کہا کہ حکومت کی طرف سے دہلی میں ہمارے سرکردہ لیڈروں کی نظر بندی جمہوریت کی تاریخ کا سیاہ دن ہے۔ خواتین کی ضلعی صدر شیلجا سنگھ نے کہا کہ دہلی پولیس نے پرینکا گاندھی کے ساتھ جس طرح کا سلوک کیا وہ بی جے پی کی خواتین مخالف ذہنیت کو ظاہر کرتا ہے۔ احتجاجی مظاہرے میں کانگریس کے عہدیداروں اور کارکنوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔

سئی ندی میں طغیانی سے کسانوں کی سینکڑوں ایکڑ فصلیں تباہ

اناؤ: (پی این ایس) سئی ندی کے سیلاب نے کسانوں کی محنت کو برباد کر دیا ہے۔ مہینوں کی محنت سے کاشت کی گئی فصلیں ڈوب گئیں۔ اسوہ اور نواب گنج بلاک کے درجنوں گاؤں سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔ کھیتوں میں پانی کا وسیع پھیلاؤ کسانوں کی تباہی کی داستان سناتا ہے۔ میڈیا کی ٹیم سیلاب کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے متاثرہ علاقوں میں پہنچی تو انھوں نے کھیتوں میں فصلیں ڈوبی ہوئی دیکھیں۔ نواب گنج اور اسوہا بلاکس کے کئی دیہات بشمول دھنی کھیڑا، سرایا، گوما پور، نیا کھیڑا، بھاؤ ماؤ، ماجھیریا، نیمتکیر، بیلورا، چوپائی، سیمری، گوڈوا، لالہ کھیڑا، لکشمی کھیڑا، بوری کھیڑا، پاتھراہا، سیلار پور، کوہ کھیڑا، ایکڑ اور سب کے ساتھ فصلیں برآمد ہوئیں۔ ندی کی سطح بڑھنے سے تل اور کالے چنے کی فصلوں کو کافی نقصان پہنچنے کی توقع ہے۔

دریں اثنا، طویل پانی جمع ہونے کی وجہ سے دھان کی فصل بھی متاثر ہو رہی ہے۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی فصلوں کی تیاری کے لیے بیج، کھاد، آبپاشی اور مزدوری پر پیسہ خرچ کیا لیکن سیلاب نے ان کی کوششوں کو برباد کر دیا۔ کسانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کھیتوں سے پانی ختم ہونے کے بعد بھی تباہ شدہ فصلوں کو دوبارہ لگانا آسان نہیں ہوگا۔ فصلوں کا نقصان ان کی مالی حالت پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔

گاؤں والوں کو خدشہ ہے کہ اگر پانی جلد کم نہ ہوا تو نقصانات مزید بڑھ سکتے ہیں۔ سیلاب سے متاثرہ دیہاتیوں نے الزام لگایا ہے کہ انہیں انتظامیہ کی طرف سے مناسب امداد نہیں مل رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تحصیلدار نے ایک بار علاقے کا دورہ کیا اور لوگوں کو ہر ممکن مدد کی یقین دہانی کرائی لیکن اس کے بعد سے کسی اہلکار نے دورہ نہیں کیا۔ دیہاتیوں کا کہنا ہے کہ سیلاب کی وجہ سے ان کی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں لیکن نقصان کا اندازہ لگانے اور امداد فراہم کرنے کے لیے ابھی تک کوئی ٹھوس کارروائی نہیں کی جا رہی ہے۔ کسانوں نے انتظامیہ سے متاثرہ دیہات کا سروے کرنے، فصلوں کے نقصانات کا تخمینہ لگانے اور مناسب معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ سیلاب سے متاثرہ گاؤں کے رہنے والے بھگوتی، بابولال کشواہا اور اتل کمار نے بتایا کہ اس سال کا سیلاب گزشتہ 30 برسوں میں سب سے بدترین ہے۔

قوانین پر عمل ہو تو اذان میں مداخلت نہ کریں

سہارنپور پولیس اور ضلع انتظامیہ کو ہائی کورٹ کی ہدایت

پریاگراج: (پی این ایس) الہ آباد ہائی کورٹ نے سہارنپور پولیس اور ضلع انتظامیہ کو ہدایت دی ہے کہ اگر مقررہ صوتی آلودگی کے قوانین پر عمل کیا جائے تو سہارنپور کی عائشہ مسجد میں پانچ وقت اذان دینے کے حق میں مداخلت نہ کی جائے۔ عدالت نے یہ ہدایت دیتے ہوئے واضح کیا کہ مسجد انتظامیہ کو Noise Pollution (Regulation and Control) Rules, 2000 اور عدالت کے 2020 کے اس فیصلے کی پابندی کرنا ہوگی جس میں اذان کے لیے لاؤڈ اسپیکر اور دیگر صوتی آلات کے استعمال سے متعلق ضوابط طے کیے گئے تھے۔ یہ حکم جسٹس اجیت کمار اور جسٹس گریما پرشاد کی بنچ نے یکم اکتوبر کو شنا واز خان اور پانچ دیگر افراد کی جانب سے دائر درخواست پر دیا۔ درخواست کا تعلق سہارنپور ضلع کے تھانہ گگال ہیڑی کے تحت گاؤں پٹھید کے پلاٹ نمبر 47 میں واقع عائشہ مسجد سے تھا۔ درخواست گزاروں نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت سے رجوع کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ اور پولیس کو ہدایت دینے کی درخواست کی تھی کہ انہیں مسجد میں دن میں پانچ مرتبہ اذان دینے اور اذان کے لیے لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ درخواست گزاروں کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ اس معاملے میں پہلے بھی عدالتی فیصلے آ چکے ہیں جن میں مقررہ شرائط کے تحت لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، لیکن مقامی حکام مسجد میں اذان کے لیے لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ دوسری جانب ریاستی حکومت نے عدالت کو بتایا کہ درخواست گزاروں کو اذان دینے سے نہیں روکا جا رہا۔ اعتراض صرف لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے طریقے پر ہے۔ Afzal Ansari & Others v. State of U.P. & Others (2020) کے مقدمے میں الہ آباد ہائی کورٹ نے قرار دیا تھا کہ اگرچہ اذان اسلام کا ایک ضروری اور بنیادی حصہ ہو سکتی ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر یا دیگر صوتی آلات کے ذریعے اذان دینا مذہب کا ایسا لازمی حصہ نہیں ہے جسے آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت تحفظ حاصل ہو۔ عدالت نے یہ بھی واضح کیا تھا کہ آرٹیکل 25 کے تحت مذہبی آزادی کا حق امنِ عامہ، اخلاقیات، صحت عامہ اور آئین کی دیگر دفعات کے تابع ہے۔ عدالت نے کہا تھا کہ صوتی

آلات کا استعمال رات 10 بجے سے صبح 6 بجے تک نہیں کیا جا سکتا۔ 2020 کے فیصلے میں یہ بھی واضح کیا گیا تھا کہ اگر صوتی آلات استعمال کرنے کی باقاعدہ اجازت حاصل نہ ہو تو ان کا استعمال غیر قانونی ہوگا۔ تاہم عدالت نے ساتھ ہی کہا تھا کہ مسجد کے مینار سے انسانی آواز کے ذریعے بغیر کسی صوتی آلے کے اذان دی جا سکتی ہے۔ موجودہ مقدمے میں درخواست گزاروں نے عدالت کو یقین دلایا کہ وہ صوتی آلودگی سے متعلق قوانین یا عدالت کے سابقہ احکامات کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ اذان کے دوران لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے لیے مقررہ ضوابط پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔ اس یقین دہانی کے بعد عدالت نے درخواست نمٹاتے ہوئے ایک مخصوص شرط عائد کی۔ عدالت نے درخواست گزاروں کو ہدایت دی کہ وہ ایک درخواست کے ساتھ نوٹری سے تصدیق شدہ حلف نامہ جمع کرائیں، جس پر ان کے دستخط ہوں اور جس میں Noise Pollution Rules, 2000 اور Afzal Ansari 2020 کے فیصلے میں دی گئی ہدایات پر سختی سے عمل کرنے کا عہد کیا گیا ہو۔ عدالت نے کہا کہ درخواست اور حلف نامہ جمع کرائے جانے کے بعد پولیس اور ضلعی انتظامیہ عائشہ مسجد میں پانچ وقت اذان دینے کے حق میں مداخلت نہیں کرے گی۔ تاہم عدالت نے پولیس اور ضلع انتظامیہ کی ذمہ داری بھی واضح کر دی۔

لکھنؤ: ریاستی وزیر مملکت برائے حج، اوقاف واقلیتی امور دانش آزاد انصاری نے حج 2026 کی تیاریوں کا جائزہ لیا۔

لینڈنگ کے بعد مسافر طیارے کا اگلا حصہ ٹوٹا پایا گیا، آسمانی بجلی گرنے کا اندیشہ

لکھنؤ: (پی این ایس) حکام کے مطابق، پٹنہ سے لکھنؤ آنے والی انڈیگو کی پرواز (6E925) کے لکھنؤ ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے کے بعد اس کے اگلے حصے کو نقصان پہنچنے کا انکشاف ہوا ہے۔ خوش قسمتی کی بات ہے کہ پرواز میں سوار تمام 104 مسافر مکمل طور پر محفوظ ہیں۔ حکام نے پی ٹی آئی کو ابتدائی جانکاری کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ طیارے نے شام تقریباً معمول کے مطابق چار بجے لینڈنگ کی۔ لینڈنگ کے بعد ایئرپورٹ ٹیم نے پایا کہ طیارے کی نوز (اگلا حصہ) ٹوٹی ہوئی ہے۔

نقصان کو محسوس کرنے کے بعد انڈیگو ٹیم کو مطلع کیا گیا اور طیارے کو گراؤنڈ کر دیا گیا۔ اس واقعے کی وجہ سے کسی کے زخمی ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ ایئرپورٹ حکام نے مزید کہا کہ طیارے کا تکنیکی معائنہ اور دیگر ضروری کارروائی جاری ہے۔ ابتدائی جانچ کے حصے کے طور پر، خراب موسمی حالات کے دوران طیارے پر آسمانی بجلی گرنے کے اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے اور اس کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق، ایئرلائن کی جانب سے تحقیقات مکمل ہونے کے بعد مزید تکنیکی تفصیلات فراہم کی جائیں گی۔ ذرائع نے یہ بھی واضح کیا کہ یہ کوئی ہنگامی لینڈنگ نہیں تھی اور طیارہ لکھنؤ ایئرپورٹ پر بالکل معمول کے مطابق اور محفوظ طریقے سے اترا تھا۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے پرنسپل مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کے انتقال پر اکھلیش یادو کا اظہار تعزیت

لکھنؤ: (پی این ایس) اتر پردیش کی راجدھانی لکھنؤ میں واقع دارالعلوم ندوۃ العلماء کے پرنسپل اور معروف اسلامی اسکالر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کا بدھ کی شام انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی عمر تقریباً 94 سال تھی۔ ان کے انتقال کی خبر سے ندوہ احاطے میں سوگ کا ماحول ہے۔ اس موقع پر سماجوادی پارٹی کے قومی صدر اکھلیش یادو بھی پہنچے اور اہل خانہ سے تعزیت کی۔ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی طویل عرصے تک دارالعلوم ندوۃ العلماء سے وابستہ رہے۔ انہوں نے یہیں سے تعلیم حاصل کی اور بعد میں بچوں کو پڑھانے کا کام بھی کیا۔ وہ ادارے کے پرنسپل بھی رہے۔ اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ’فیس بک‘ پر ندوہ دورے کی تصاویر شیئر کرتے ہوئے لکھا کہ ”لکھنؤ کے ندوہ کالج کے پرنسپل، ہر دلعزیز مولانا سعید الرحمٰن اعظمی صاحب کی ہم سب کے درمیان سے ہمیشہ کے لیے رخصتی کی خبر انتہائی غمگین کرنے والی ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اپنوں کی انجمن سے ایک انصاف پسند اور نہایت نیک انسان ہمیشہ کے لیے کہیں چلا گیا ہو۔ خراج عقیدت۔“ ہندی نیوز پورٹل ’اے بی پی نیوز‘ پر شائع ایک رپورٹ کے مطابق مولانا سعید الرحمٰن اعظمی کے قریبی لوگوں نے بتایا کہ ان کی پیدائش لکھنؤ میں ہی ہوئی تھی اور انہوں نے ندوہ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر اسی ادارے میں طلبہ کو پڑھایا۔ ندوہ سے وابستہ عالم نقوی نے بتایا کہ مولانا ان کے استاذ تھے۔ انہوں نے کہا کہ ندوۃ العلماء کی آج جو شناخت ہے، اس میں مولانا کا بڑا تعاون رہا ہے۔ انہوں نے تقریباً 60 سال تک مسجد میں امامت کی۔ جب وہ مسجد میں نماز پڑھاتے تھے تو ان کی آواز کافی دور تک سنائی دیتی تھی۔ انہوں نے مولانا کو انتہائی نیک دل انسان قرار دیتے ہوئے ان کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ ندوہ کے طالب علم کمال نے بتایا کہ مولانا کا انتقال بدھ کی دوپہر تقریباً 3 بجے ہوا۔ مولانا نے ندوۃ العلماء کی شناخت کو صرف ہندوستان تک محدود نہیں رہنے دیا بلکہ بیرون ملک بھی ادارے کی شناخت بنانے میں تعاون کیا۔ ان کے مطابق ملک کی مختلف ریاستوں سے طلبہ ندوہ میں تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں اور اس میں مولانا جیسے علماء کا اہم کردار رہا ہے۔ کمال نے مزید بتایا کہ مولانا ہمیشہ ہندو مسلم تہذیب اور باہمی بھائی چارے کو برقرار رکھنے کی بات کرتے تھے۔ سماجوادی پارٹی کی ترجمان پوجا شکلا نے بتایا کہ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کا انتقال تعلیمی شعبے کے لیے بڑا نقصان ہے۔ وہ اسلامی تعلیم اور عربی زبان کے عالم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ 2019 میں خواجہ معین الدین چشتی لینگویج یونیورسٹی کی جانب سے انہیں اعزازی ’ڈی لٹ‘ کی ڈگری بھی دی گئی تھی۔ وہ ہمیشہ بھائی چارے اور انسانیت کی بات کرتے تھے۔

دارالعلوم روڈ پر دوسرے دن بھی تجاوزات کے خلاف کارروائی

آئندہ تجاوزات پائے جانے پر مقدمات درج کر کے جرمانے عائد کرنے کی وارننگ

دیوبند(عارف عثمانی)

سڑکوں اور عام راستوں کو اپنی نجی جاگیر سمجھ کر آمد و رفت میں رخنہ اندازی کرنے والے تجاوزات کرنے والوں کے خلاف میونسپل بورڈ دیوبند اور پولیس انتظامیہ کی سخت کارروائی جاری ہے۔ جمعرات کے روز دوپہر کے وقت پولیس انتظامیہ اور میونسپل بورڈ کی مشترکہ ٹیم نے بھاری پولیس فورس کے ساتھ شہر کے سب سے زیادہ مصروف اور بھیڑ والے نیز حساس علاقہ دارالعلوم روڑ پر دھاوا بول دیا۔ ٹیم کے پہنچتے ہی فٹ پاتھ اور پٹریوں پر بے خوف انداز سے ٹھیلہ لگانے والے اور اپنی دکانوں کو سڑکوں تک پھیلانے والے غیر قانونی طریقہ سے تجاوزات کرنے والوں میں افراتفری کا عالم پیدا ہو گیا۔ افسران کے تلخ تیور اور سخت رویہ کو دیکھتے ہوئے کئی دکاندار اپنی تخت، ترپال اور ریڑھی ریوں کو سمیٹتے نظر آئے۔ اس مہم کے دوران میونسپل بورڈ اور پولیس فورس نے سڑک پر رکھے سامان، کاؤنٹر، بھٹی،

لوہے کی میزیں اور چھتریوں کو فوری طور پر ہٹوا دیا۔ چیکنگ اور تجاوزات ختم کرنے والی ٹیم میں موجود افسران نے موقع پر ہی وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ چند لوگوں کی من مانی اور لالچ کی وجہ سے سیکڑوں افراد طلبہ و طالبات اور زائرین کو روزانہ اس علاقہ میں زبردست جام کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کارروائی کے دوران میونسپل بورڈ کے تجاوزات کے انچارج وکاس چودھری نے تجاوزات کرنے والوں کو سخت انداز میں وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ شہر کی سڑکوں پر ناجائز طریقہ سے قبضہ کئے جانے کی ملنے والی مسلسل شکایات کا اب مستقل حل اور علاج کیا جارہا ہے انہوں نے کہا کہ یہ محض ایک دن کی کارروائی نہیں ہے بلکہ یہ مہم اس وقت تک چلتی رہے گی جب تک سڑکوں سے تجاوزات ختم نہیں ہو جاتے، انہوں نے کہا کہ دکانداروں اور ٹھیلہ لگانے والوں کو سخت اور آخری وارننگ دی جارہی ہے لیکن اگر اس کے بعد سڑکوں پر دوبارہ سامان نکالا گیا یا راستوں پر ٹھیلے لگائے گئے تو ایسے لوگوں کے خلاف میونسپل بورڈ اور انتظامیہ کسی قسم کی نرمی نہیں برتی گی بلکہ ایسے لوگوں کے خلاف سرکاری زمین پر ناجائز قبضہ کرنے کی سنگین دفعات کے تحت مقدمات درج کئے جائیں گے اور ساتھ ساتھ بڑے جرمانے عائد کئے جائیں گے۔

ترقیاتی کاموں میں صنعتی اکائیوں کی شراکت بڑھانے پر زور

سی ایس آر فنڈز کے موثر استعمال اور عوامی فلاح و بہبود کے سلسلے میں میٹنگ منعقد

ذاکر علی بیگ

مرادآباد (صحافت بیورو) ضلع مجسٹریٹ انونے جھا کی صدارت میں کلکٹریٹ آڈیٹوریم میں ضلع میں کارپوریٹ سماجی ذمہ داری (CSR) فنڈز کے مؤثر استعمال، مختلف محکموں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے اور عوامی فلاح و بہبود اور ترقیاتی کاموں میں صنعتی اکائیوں کے تعاون کے سلسلے میں ایک میٹنگ منعقد ہوئی۔ میٹنگ میں CSR کے ذریعے ضلع میں عوامی بہبود کے کاموں کو زیادہ سے زیادہ کرنے اور دستیاب وسائل کے موثر اور شفاف استعمال کو یقینی بنانے کی ضرورت پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔

میٹنگ میں، ضلع مجسٹریٹ انونے جھا نے ضلع کی تمام صنعتی اکائیوں اور CSR کے اہل صنعتی اکائیوں پر زور دیا کہ وہ آگے آئیں اور عوامی بہبود کے کاموں کے لیے CSR فنڈ فراہم کریں۔ انہوں نے ہدایت کی کہ صنعتی یونٹ اپنے سی ایس آر کے کام کے منصوبے تیار کریں اور مجوزہ کاموں اور سی ایس آر کی شراکت کی واضح وضاحت فراہم کریں۔ مجوزہ کام کے منصوبے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیے جائیں اور منظور کیے جائیں، تاکہ CSR فنڈز کو ضلع کی بنیادی ضروریات اور اہم عوامی فلاحی کاموں کے لیے مؤثر طریقے سے استعمال کیا جا سکے۔ ضلع مجسٹریٹ نے چیف ڈیولپمنٹ آفیسر کو ہدایت دی کہ وہ ضلع کے مختلف محکموں سے ترقیاتی اور عوامی بہبود کے کاموں کی فہرست حاصل کریں جن کے لیے مالی وسائل یا وائبلٹی گیپ فنڈنگ کی ضرورت ہے۔ محکمانہ ضروریات کو یکجا کرتے ہوئے ایک ترجیحی ایکشن پلان تیار کیا جانا چاہیے تاکہ مناسب کاموں کو CSR کے ذریعے فنڈز فراہم کیے جا سکیں۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر آف انڈسٹریز مرادآباد کو ہدایت کی کہ وکمپنیز ایکٹ 2013 کی دفعہ 135 کے تحت سی ایس آر کے لیے اہل تمام کمپنیوں اور صنعتی اکائیوں کو سی ایس آر سپورٹ کے حوالے سے ایک خط جاری کریں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خصوصی طور پر ہدایت دی کہ وہ صنعتیں اور کمپنیاں جن کے کارپوریٹ یا رجسٹرڈ دفاتر مرادآباد ضلع سے باہر واقع ہیں، لیکن جن کے صنعتی یونٹس بھی مرادآباد ضلع سے باہر واقع ہیں، ان کو بھی شامل کیا جانا چاہیے۔ CSR کے ذریعے ضلع میں عوامی بہبود اور ترقیاتی کاموں کے لیے ایسے یونٹس سے تعاون حاصل کرنے کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں۔ میٹنگ میں متعلقہ محکموں کے افسران اور صنعتی نمائندے موجود رہے۔

بچوں کی تربیّت، محبت اور نظم و ضبط کا توازن

ارشد احمد شہباز - جرمنی

اولاد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بڑی نعمت ہے اور اس نعمت کے ساتھ ایک اہم ذمہ داری بھی وابستہ ہے۔ بچوں کی پرورش صرف ان کی بنیادی ضروریات پوری کرنے، انہیں اچھی تعلیم دلانے اور زندگی کی سہولتیں فراہم کرنے کا نام نہیں، بلکہ اصل ذمہ داری ایسی شخصیت کی تشکیل ہے جو شعور، اخلاق، ذمہ داری اور خود اعتمادی کے ساتھ زندگی کا سامنا کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ بچوں کی تربیت والدین کی زندگی کی اہم ترین ذمہ داریوں میں شمار ہوتی ہے۔

بچے کی شخصیت کی پہلی درس گاہ گھر ہوتا ہے۔ وہ والدین کے رویوں، گفتگو، عادات اور باہمی تعلقات سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔ سچائی، احترام، صبر، برداشت، وعدے کی پابندی اور دوسروں کے حقوق کا خیال جیسی اقدار صرف نصیحت سے منتقل نہیں ہوتیں بلکہ روزمرہ زندگی میں عملی نمونے سے بچے کے کردار کا حصہ بنتی ہیں۔ والدین خود جس طرزِ عمل کو اختیار کرتے ہیں، اس کا اثر طویل نصیحتوں سے کہیں زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ اس لیے اچھی تربیت کا آغاز بچوں کو بدلنے سے پہلے اپنے رویے کو بہتر بنانے سے ہوتا ہے۔

محبت تربیت کی بنیادی ضرورت ہے۔ والدین کی شفقت بچے کو تحفظ، اعتماد اور جذباتی استحکام فراہم کرتی ہے۔ جس گھر میں بچے کی بات توجہ سے سنی جائے، اس کے جذبات کو اہمیت دی جائے اور اسے اپنی بات بیان کرنے کا موقع ملے، وہاں اس کے اندر اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ اسے یہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ مشکل حالات میں اس کے والدین اس کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

لیکن محبت کا مطلب بچے کی ہر خواہش پوری کرنا نہیں۔ ہر مطالبہ مان لینا اور ہر غلطی کو نظر انداز کرنا بظاہر شفقت محسوس ہو سکتا ہے، مگر اس سے برداشت، انتظار اور انکار قبول کرنے کی صلاحیت کمزور پڑ سکتی ہے۔ زندگی میں ہر خواہش پوری نہیں ہوتی اور ہر راستہ آسان نہیں ہوتا۔ اس لیے بچے کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ خواہش اور ضرورت میں فرق ہوتا ہے اور بعض اوقات اپنی پسند کے خلاف فیصلہ قبول کرنا بھی زندگی کا حصہ ہے۔

یہیں نظم و ضبط کی ضرورت سامنے آتی ہے۔ اس کا مقصد بچے کی آزادی چھیننا یا اسے خوف میں مبتلا کرنا نہیں، بلکہ اسے اپنی آزادی کے ساتھ ذمہ داری نبھانے کے قابل بنانا ہے۔ وقت کی پابندی، اپنے کام خود کرنا، چیزوں کی حفاظت، وعدے کی پاسداری، دوسروں کے حقوق کا احترام اور اپنے فیصلوں کے نتائج کو سمجھنا ایسی عادات ہیں جو رفتہ رفتہ خود انحصاری پیدا کرتی ہیں۔

نظم و ضبط کو سختی اور سزا کا مترادف سمجھنا درست نہیں۔ مسلسل ڈانٹ، تحقیر اور خوف کے ماحول میں بچہ اپنی غلطی سے سیکھنے کے بجائے اسے چھپانا سیکھ سکتا ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ گھر کے اصول واضح ہوں، ان پر مستقل مزاجی سے عمل ہو اور غلطی کی صورت میں بچے کو اصلاح کا موقع دیا جائے۔ اصولوں میں مضبوطی کے ساتھ رویے میں حکمت ضروری ہے۔

بچے کے بڑے ہونے کے ساتھ والدین کا انداز بھی تبدیل ہونا چاہیے۔ چھوٹی عمر میں نگرانی زیادہ ضروری ہوتی ہے، جبکہ عمر بڑھنے کے ساتھ اعتماد، گفتگو اور رہنمائی کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ ہر معاملے میں حکم دینے کے بجائے بچے کو دلیل سمجھانا، اس کی رائے سننا اور اسے مناسب فیصلے کرنے کا موقع دینا اس کے اندر ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ یوں والدین کا تعلق محض نگرانی کے بجائے اعتماد اور رہنمائی کا رشتہ بن جاتا ہے۔

موجودہ ڈیجیٹل دور نے بچوں کی تربیت کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ موبائل فون، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے بچوں کے سامنے معلومات کی ایک وسیع دنیا کھول دی ہے جس پر والدین کا مکمل کنٹرول ممکن نہیں۔ ایسے حالات میں صرف پابندی عائد کرنا کافی نہیں۔ بچوں کے ساتھ کھلی گفتگو، ان کے آن لائن تجربات سے آگاہی اور درست و غلط مواد میں فرق کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا زیادہ مؤثر راستہ ہے۔ گھر میں ایسا اعتماد ہونا چاہیے کہ بچہ کسی الجھن یا نامناسب تجربے کو خوف کے بغیر والدین کے سامنے بیان کر سکے۔

تربیت کا ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ بچے کو زندگی کی ہر مشکل سے محفوظ نہ رکھا جائے۔ ناکامی، انتظار، اختلاف اور غلطی انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔ اگر والدین ہر مسئلہ خود حل کر دیں تو بچہ عملی زندگی کے چیلنجز کے لیے پوری طرح تیار نہیں ہو پائے گا۔ عمر اور صلاحیت کے مطابق ذمہ داریاں دینا، مشکلات سے نمٹنے کا موقع فراہم کرنا اور غلطی کے بعد اصلاح کی راہ دکھانا اسے مضبوط بناتا ہے۔

غلطی کو صرف سزا کا سبب سمجھنے کے بجائے سیکھنے کا موقع بنانا چاہیے۔ بچے سے غلطی ہو تو اسے یہ سمجھانا ضروری ہے کہ غلطی کہاں ہوئی، اس کے نتائج کیا نکلے اور آئندہ اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ اس طریقے سے اس میں اپنی ذمہ داری قبول کرنے اور اپنے فیصلوں پر غور کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

ہر بچے کی صلاحیت اور مزاج بھی ایک جیسا نہیں ہوتا۔ کسی میں علمی قابلیت نمایاں ہوتی ہے، کسی میں کھیل، فن، تخلیقی سوچ یا قیادت کی صلاحیت۔ بچوں کا مسلسل ایک دوسرے سے موازنہ ان کے اعتماد کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچے کی انفرادی صلاحیت کو پہچانیں، کمزوریوں کی اصلاح کریں اور خوبیوں کو بہتر سمت فراہم کریں۔ اپنی ادھوری خواہشات بچوں پر مسلط کرنے کے بجائے ان کے رجحانات اور صلاحیتوں کو سمجھنا زیادہ مفید ہے۔

بچوں کی تربیت میں اصل چیلنج محبت اور اختیار، آزادی اور حدود، نرمی اور اصول کے درمیان مناسب توازن قائم رکھنا ہے۔ حد سے زیادہ نرمی غیر ذمہ داری پیدا کر سکتی ہے اور ضرورت سے زیادہ سختی اعتماد کو مجروح کر سکتی ہے۔ کامیاب تربیت وہ ہے جس میں بچہ والدین کی محبت کو بھی محسوس کرے اور اپنے فرائض کی اہمیت کو بھی سمجھے۔

تربیت کی کامیابی اس وقت نمایاں ہوتی ہے جب بچہ والدین کی موجودگی کے بغیر بھی درست فیصلہ کرنے کی کوشش کرے، اپنی غلطی تسلیم کرے، دوسروں کے حقوق کا احترام کرے اور مشکل حالات میں ہمت نہ ہارے۔ اصل مقصد ایسا فرد پروان چڑھانا ہے جو ہر وقت نگرانی کا محتاج نہ ہو بلکہ اپنے ضمیر، شعور اور ذمہ داری کے احساس کے تحت درست راستہ اختیار کر سکے۔

درحقیقت بچوں کی تربیت صرف ایک خاندان کا ذاتی معاملہ نہیں بلکہ معاشرے کے مستقبل سے جڑی ہوئی ذمہ داری ہے۔ آج گھر میں جو رویے اور اقدار پروان چڑھتی ہیں، کل وہی معاشرے میں نظر آتی ہیں۔ احترام کرنے والے بچے ذمہ دار شہری بنتے ہیں، اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے والے افراد بہتر فیصلے کرتے ہیں اور ذمہ داری کا شعور رکھنے والی نسل معاشرے کے مسائل کو زیادہ سنجیدگی سے سمجھتی ہے۔

اس لیے بچوں کی تربیت میں محبت کو بنیاد، نظم و ضبط کو رہنما اصول اور والدین کے کردار کو عملی مثال بنانا ضروری ہے۔ بچے کو اتنی محبت دی جائے کہ اس میں اعتماد پیدا ہو، اتنی آزادی دی جائے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکے اور اتنی رہنمائی دی جائے کہ وہ آزادی کو ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرنا سیکھے۔ یہی توازن اسے زندگی کی حقیقتوں کے لیے تیار کرتا ہے۔

ایک بہتر معاشرے کی بنیاد صرف بڑے منصوبوں، تعلیمی اداروں یا قوانین سے نہیں رکھی جاتی۔ اس کی ابتدا ان گھروں سے ہوتی ہے جہاں بچوں کو محبت کے ساتھ اصول، آزادی کے ساتھ ذمہ داری اور کامیابی کے ساتھ کردار کی اہمیت سکھائی جاتی ہے۔ آج کی متوازن تربیت ہی کل کے ذمہ دار انسان اور باکردار معاشرے کی بنیاد بنتی ہے۔

تعزیتی پیغام

Dr.M.I.H. Farooqi

مولانا سعید الرحمٰن ندوی کی وفات علمی، فکری اور دینی حلقوں کے لیے ایک عظیم نقصان ہے۔ وہ مرحوم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مرحوم مولانا سید رابع حسنی ندوی کے علمی سلسلہ کی اہم کڑی تھے۔

مولانا عرب دنیا کے لئے انتہائی قابلِ احترام شخصیت تھے۔ عربی زبان و ادب سے واقف حلقوں میں ان کا رسالہ اور ان کے اعلیٰ علمی و فکری مضامین بڑے ذوق و شوق سے پڑھے جاتے تھے۔ درحقیقت وہ عرب دنیا اور ہندوستان کے درمیان ایک اہم اور مفید کڑی کی حیثیت رکھتے تھے۔

یہ مولانا کی دلچسپی کا نتیجہ تھا کہ 'مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا ایک 'اسٹڈی سینٹر' لکھنؤ قائم کیا جا سکا؛ جس کا مقصد بنیادی طور پر مدارس کے طلبہ کو عصری تعلیم کے مواقع فراہم کرنا تھا تاکہ وہ آرٹس اور کامرس جیسے جدید مضامین میں گریجویشن کر کے نئی دنیا کے دوڑ میں شامل ہو سکیں

دعا گو ہوں کی اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلند درجات عطا فرمائے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر محمد اقتدار حسین فاروقی

'متبادل راستہ' تحریک عرب اور عالمی سطح پر توسیع کی حامل فلسطینی محاذ کی تشکیل کی دعوت

بیروت: 'متبادل انقلابی فلسطینی راستہ تحریک' (المسار البدیل) نے ایک ایسے متحد فلسطینی محاذ کی تعمیر پر زور دیا ہے جو عرب اور عالمی سطح پر توسیع کا حامل ہو، جو آزادی اور واپسی کے پروگرام پر مبنی ہو اور جو وطن اور پناہ گزین کیمپوں میں فلسطینی صلاحیتوں کو از سر نو منظم کرے، جبکہ اس نے فلسطینی عوام کی قربانیوں، خصوصاً غزہ کی پٹی کے مکینوں کی قربانیوں کو سیاسی سودے بازی کے پتوں میں تبدیل کرنے کے خلاف خبردار کیا۔ تحریک نے سات اکتوبر سنہ 2023ء کی تیسری برسی کے موقع پر جاری کردہ ایک بیان میں کہا کہ جنگ، تباہی اور محاصرے کے تین سال فلسطینی اور عرب قوتوں کو اس بات کی ذمہ داری سونپتے ہیں کہ وہ اوسلو کے راستے اور رام اللہ میں موجود فلسطینی اتھارٹی کے طرزِ عمل سے ہٹ کر قومی جدوجہد کی از سر نو تعمیر کریں۔ تحریک نے اس بات کا اعادہ کیا کہ سات اکتوبر فلسطینی عوام کی جدوجہد کی تاریخ میں ایک فیصلہ کن موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے مسئلہ فلسطین کو عالمی منظر نامے کے مرکز میں دوبارہ لا کھڑا کیا ہے۔ اس نے پورے فلسطین کی ارض پر آزادی اور واپسی کے پروجیکٹ کے ساتھ اپنی وابستگی کا اعادہ کیا۔ تحریک نے فلسطینی مزاحمتی دھڑوں، جن میں القسام بریگیڈز سر فہرست ہیں، کو خراجِ تحسین پیش کیا، اور کہا کہ سات اکتوبر کے آپریشن نے قابض دشمن کا مقابلہ کرنے کی فلسطینیوں کی صلاحیت کو آشکار کر دیا ہے، جبکہ اس بات پر زور دیا کہ طوفان کی اس کامیابی کا دفاع کرنا لازمی ہے اور ان سمجھوتوں کو مسترد کیا جائے جو قومی حقوق میں کمی کرتے ہیں۔ بیان میں محاذ کی تشکیل کی دعوت کو پناہ گزین کیمپوں اور تارکین وطن میں فلسطینی موجودگی کی از سر نو تنظیم، اور نوجوانوں کو قومی سطح پر فیصلے کرنے میں شرکت کا موقع فراہم کرنے کے ساتھ جوڑا گیا، تاکہ جلاوطنی میں رہنے والے فلسطینیوں کو قومی پروجیکٹ میں ان کا کردار دوبارہ مل سکے اور پچھلی نسلوں کے سیاسی اور ثقافتی ورثے سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ بین الاقوامی سطح پر تحریک نے فلسطینی عوام کے ساتھ یکجہتی کو وسیع کرنے اور دنیا کی آزادی پسند قوتوں اور تحریکوں کے ساتھ اس کے تعلقات کو مضبوط بنانے کی دعوت دی۔

ہم ایسا کام کریں کہ سودا کے قصیدوں کو سب سمجھیں اور پڑھیں: پروفیسر نسیم احمد

سودا نے ایسے حالات میں قصیدے لکھے جب قصیدے کے لیے ماحول سازگار نہیں تھا: پروفیسر صغیر افراہیم، اردو ادب نے سودا کے ساتھ انصاف نہیں کیا: ڈاکٹر تقی عابدی، آج یہ صنف سودا کی بدولت بہت مقبول ہے: پروفیسر ریشما پروین، شعبۂ اردو میں سی سی ایس یونیورسٹی میں "مرزا محمد رفیع سودا کی قصیدہ نگاری" موضوع پر آن لائن پروگرام کا انعقاد

میرٹھ: اردو ادب نے سودا کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ خسرو کی پہیلیاں تو پڑھی جاتی ہیں لیکن سودا کے بہت سے قصیدوں سے ہمارے قارئین غافل ہیں۔ سودا کے کلام پر سب سے زیادہ اثر بے دل کا ہے۔ سودا نے بے دل سے کافی استفادہ حاصل کیا۔ قصیدے میں طنز کو رکھنا ہمیں سودا نے سکھایا ہے۔ یہ الفاظ تھے بین الاقوامی شہرت یافتہ محقق و ناقد ڈاکٹر تقی عابدی کے جو آیوسا اور شعبۂ اردو کے زیر اہتمام منعقد "مرزا محمد رفیع سودا کی قصیدہ نگاری" موضوع پر اپنی تقریر کے دوران ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سودا کے قصیدوں میں ندرت ہے، تازگی ہے اور جدت ہے۔ قصیدہ کی زبان ذرا مشکل ہے مگر اس موضوع پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ سودا نے قصیدہ، مرثیہ، منقبت، رباعی وغیرہ پر بھی طبع آزمائی کی۔

اس سے قبل پروگرام کا آغاز سعید احمد سہارنپوری نے کیا۔ پروگرام کی سرپرستی معروف ادیب و ناقد پروفیسر اسلم جمشید پوری اور بین الاقوامی شہرت یافتہ محقق و ناقد ڈاکٹر تقی عابدی]کناڈا[نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض معروف ادیب و ناقد پروفیسر صغیر افراہیم نے انجام دیے۔ مہمانِ خصوصی کے بطور پروفیسر نسیم احمد]سابق صدر شعبۂ اردو بنارس ہندو یونیورسٹی، بنارس[نے آن لائن شرکت فرمائی۔ مہمانانِ اعزازی کے بطور ڈاکٹر یوسف رام پوری]اسسٹنٹ پروفیسر، ذاکر حسین کالج، دہلی[اور ڈاکٹر فرحت خاتون]صدر شعبۂ اردو، فیض عام انٹر کالج، میرٹھ شریک رہے۔ پروگرام میں ایوسا کی صدر پروفیسر ریشما پروین بھی موجود رہیں۔ مقالہ نگار کے بطور ناصحہ خاتون]ریسرچ اسکالر، لکھنؤ یونیورسٹی اور درخشاں چاند[لکھنؤ[نے شرکت کی اور ڈاکٹر عفت ذکیہ]صدر شعبۂ اردو، اسماعیل نیشنل مہیلا پی جی کالج، میرٹھ[نے مرزا محمد رفیع سودا کے قصیدہ کی قرأت کی۔ استقبالیہ کلمات محمد عیسیٰ رانا، نظامت فرحت اختر اور شکریے کی رسم محمد ندیم نے ادا کی۔

پروگرام کے موضوع کا تعارف کراتے ہوئے ڈاکٹر ارشاد سیانوی نے کہا کہ سودا نے قصیدہ کی روایت کو مضبوط کیا۔ ان کی انفرادیت یہ ہے کہ دیگر قصیدہ نگاروں نے بھی سودا کے قصیدوں سے تربیت حاصل کی۔ سودا نے بہت سے قصائد کہے لیکن انتالیس قصیدے ان کے بہت مقبول ہوئے۔ آج ہم ادب کی ہر محفل میں سودا کی قصیدہ نگاری پر تبادلہ خیال کرتے ہیں۔

اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ایوسا کی صدر پروفیسر ریشما پروین نے کہا کہ سودا کی انفرادیت ان معنوں میں ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں قصیدہ میں طبع آزمائی کی جب اس صنف میں کوئی خاص کام نہیں ہوا تھا۔ آج یہ صنف سودا کی بدولت بہت مقبول ہے۔ نئے طالب علم قصیدہ نگاری کے تعلق سے تحقیق میں نئے نئے گوشے عام کر رہے ہیں۔ سودا نے اپنے قصائد کے ذریعے تشبیب و گریز میں بہت سے کمالات پیدا کیے اور اسی بنا پر معاصرین میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔

درخشاں چاند نے اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے

کہا کہ سودا نے قدم قدم پر تشبیب کا سہارا لیتے ہوئے قصیدوں کی انفرادیت کو فروغ بخشا۔ انہوں نے مشکل اور سنگلاخ زمین کا بھی اپنے قصائد میں استعمال کیا۔

دوسری مقالہ نگار ناصحہ خاتون نے اپنے مقالے بعنوان "قصیدہ کا نقش اول: مرزا محمد رفیع سودا" پیش کرتے ہوئے کہا کہ سودا نے قصیدہ لکھے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے غزل، نظم وغیرہ میں بھی طبع آزمائی کی لیکن آپ کو شہرت قصیدہ کے حوالے سے ہی ملی اور قصیدہ میں خاص کمال پیدا کیا۔ پروفیسر نسیم احمد نے کہا کہ سودا نے کل چالیس قصیدے لکھے ہیں۔ سودا نے مرثیے اور غزلیں بھی لکھیں۔ سودا کے قصیدوں کو لوگ سمجھ نہیں پاتے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم ایسا کام کریں کہ ان کے قصیدوں کو سب سمجھیں اور پڑھیں۔ آج پڑھے گئے مقالات بھی اچھے تھے۔

ڈاکٹر فرحت خاتون نے کہا کہ اردو شعر و ادب میں سودا کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ اپنے زوال پذیر معاشرہ کی عکاسی ان کے قصیدوں میں ملتی ہے۔ ان قصائد میں شکوہ، گھن گرج ملتے ہیں اور سننے والوں کو ان کے قصائد متاثر کرتے ہیں۔

پروگرام کے آخر میں اپنی صدارتی تقریر میں پروفیسر صغیر افراہیم نے کہا کہ مرزا محمد رفیع سودا نے ایسے حالات میں قصیدے لکھے جب قصیدے کے لیے ماحول سازگار نہیں تھا۔ حسرت موہانی نے جب سودا کے قصائد پر کام کیا تو کہا کہ میں سودا کو قصیدہ کا بادشاہ قرار دیتا ہوں۔ سودا سے پہلے جعفر زٹلی لکھ چکے تھے۔ جب سودا حضرت فاطمہ، حضرت علی اور حسین پر قصیدہ لکھتے ہیں تو ان کے معاصرین ان کے قصیدوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔ اس وقت قصیدہ پر کام کرنے والے شخص پروفیسر نسیم احمد ہیں۔

اس موقع پر ڈاکٹر عفت ذکیہ نے اپنے منفرد انداز میں سودا کے قصدہ کی قرأت بھی کی۔

پروگرام سے ڈاکٹر آصف علی، ڈاکٹر شاداب علیم، ڈاکٹر الکا وششٹھ، محمد شمشاد، مہوش۔ نایاب اور دیگر طلبہ و طالبات جڑے رہے۔

غزہ میں بے روزگاری کی شرح 68 فیصد تک پہنچ گئی

وزارت محنت نے کہا: اکثریت تعلیم، تربیت اور روزگار سے محروم

غزہ میں وزارتِ محنت نے محنت کشوں کی مارکیٹ پر جنگِ نسل کشی کے گہرے اثرات سے خبردار کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ جنگ کے دوران بے روزگاری کی اوسط شرح بڑھ کر تقریباً 68 فیصد ہوگئی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں افرادی قوت میں شرکت کی شرح جنگ سے قبل کے تقریباً 40 فیصد سے کم ہو کر تقریباً 25 فیصد رہ گئی ہے، جبکہ تقریباً 74 فیصد آبادی اپنے روزگار سے محروم ہو کر بے روزگار یا افرادی قوت سے باہر ہو چکی ہے۔ وزارت محنت نے جمعرات کے روز جنگ کے آغاز کے تین سال مکمل ہونے اور اپنے چوتھے سال میں داخل ہونے کے موقع پر جاری کردہ ایک بیان میں کہا کہ جنگ کے اثرات صرف جانی نقصان اور بنیادی ڈھانچے، رہائشی مکانات اور تنصیبات کو پہنچنے والی وسیع پیمانے پر تباہی تک محدود نہیں رہے، بلکہ وہ براہ راست مزدوروں، کارخانوں اور کاروبار کے مالکان، معاشی تنصیبات، نوجوانوں، فارغ التحصیل طلبہ اور روزگار کے متلاشی افراد تک پھیل گئے۔

بیان میں مزید کہا گیا کہ غزہ کی پٹی میں روزگار کا بحران جنگ کے برسوں کے دوران موجودہ معاشی چیلنجوں سے نکل کر ایک ہمہ گیر بحران میں تبدیل ہو چکا ہے، جس کی بنیادی وجوہات وسیع پیمانے پر پیداواری اور خدماتی شعبوں کی بندش، معاشی تنصیبات کا نقصان، مزدوروں کا آمدنی کے ذرائع سے محروم ہونا، روزگار کے مواقع کا سکڑنا اور معاشی اور پیداواری سرگرمیوں میں غیر معمولی حد تک گراوٹ ہے۔

تنصیبات اور روزگار کے مواقع کو پہنچنے والا وسیع نقصان

وزارت محنت نے واضح کیا کہ محنت کشوں کی مارکیٹ پر جنگ کے اثرات صرف بے روزگاری کی بلند شرح تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان میں تنصیبات کی پیداواری صلاحیت میں گراوٹ، سپلائی چینز کا تعطل، سرمائے کا نقصان، کام کرنے کی جگہوں کو پہنچنے والا نقصان اور مزدوروں کی طلب میں کمی بھی شامل ہے، جس کے نتیجے میں ہزاروں خاندان اپنی آمدنی کے بنیادی ذرائع سے محروم ہو چکے ہیں۔ وزارت نے اشارہ کیا کہ تجارت، صنعت اور خدمات کے شعبوں کو وسیع پیمانے پر نقصان پہنچا ہے، جس کا براہ راست اثر روزگار کے مواقع اور تنصیبات کے مالکان کی اپنی معاشی سرگرمیاں جاری رکھنے کی صلاحیت پر پڑا ہے۔ اس بات کی تصدیق کی گئی کہ متاثرہ معاشی تنصیبات کا دوبارہ کام شروع کرنا محنت کشوں کی مارکیٹ کی تشکیلِ نو کے لیے ایک بنیادی نکتہ ہے، کیونکہ معاشی تنصیب ہی وہ بنیادی ماحول ہے جو روزگار اور آمدنی کے مواقع فراہم کرتی ہے، اور معاشرے کے اندر پیداوار اور کھپت کے دائرے کو سپورٹ کرتی ہے۔

74 فیصد نوجوان تعلیم، تربیت اور روزگار سے باہر

وزارت نے غزہ کی پٹی میں نوجوانوں کے مستقبل پر جنگ کے اثرات سے خبردار کرتے ہوئے اشارہ کیا کہ 15 سے 29 سال کی عمر کے زمرے کے تقریباً 74 فیصد نوجوان تعلیم، تربیت اور روزگار کی مارکیٹ سے باہر ہو چکے ہیں۔ وزارت نے یہ مانا کہ یہ تناسب انسانی سرمائے کے مستقبل اور معاشرے کی بحالی کی صلاحیت کے سامنے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ایسے فوری اور جامع پروگراموں کی شدید ضرورت ہے جو پیشہ ورانہ اور تکنیکی تربیت، روزگار، معاشی خودمختاری، کاروباری صلاحیتوں، چھوٹے پراجیکٹس کی معاونت اور تربیتی نتائج کو روزگار کی مارکیٹ کی ضروریات کے ساتھ جوڑنے کا احاطہ کرتے ہوں۔

پیشہ ورانہ تربیت بازآبادکاری کا اہم ستون

وزارت محنت نے اس سے وابستہ پیشہ ورانہ تربیتی مراکز کی اہمیت پر زور دیا کیونکہ یہ مراکز بحالی کے مرحلے کے بنیادی آلات میں شامل ہیں اور اس بات کی توثیق کی کہ تربیتی عمل کا دوبارہ آغاز اور پیشہ ورانہ و تکنیکی تربیتی پروگراموں کو ترقی دینا ایسے پیشہ ورانہ کیڈرز تیار کرنے کی ضرورت ہے جو تعمیرِ نو کے کاموں میں حصہ لینے اور پیداواری شعبوں کو بحال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ وزارت کا کہنا تھا کہ پیشہ ورانہ تربیت صرف ایک تعلیمی راستہ نہیں ہے، بلکہ یہ انسان میں سرمایہ کاری اور بے روزگاری کا مقابلہ کرنے اور آنے والے مرحلے کے لیے افرادی قوت کو تیار کرنے کا ایک آلہ ہے۔

خواتین اور معذور افراد سب سے زیادہ متاثر ہونے والے طبقوں میں شامل ہیں

وزارت نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ جنگ نے کام کرنے والی اور روزگار کی تلاش میں موجود خواتین، آمدنی کے ذرائع سے محروم خاندانوں اور معذور افراد کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے، جس کا تقاضا ہے کہ روزگار اور معاشی خودمختاری کے پروگراموں کو فروغ دیا جائے، چھوٹے پراجیکٹس، پیداواری اور کوآپریٹو پیشوں کی مدد کی جائے، اور ایسے تربیتی و روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں جو سماجی اور معاشی حالات کو مدنظر رکھتے ہوں۔ وزارت نے اس بات پر زور دیا کہ کام کرنے کا حق بحران کے اوقات میں ختم نہیں ہوتا، بلکہ انسانی اور معاشی مشکلات کے حالات میں اس کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، اور اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ مزدوروں کا تحفظ، ان کے حقوق کی ضمانت اور باعزت روزگار کے مواقع تک ان کی رسائی کو تقویت دینا اس کی بنیادی ذمہ داریوں کا حصہ ہے۔

معیشت کی بحالی روزگار کی مارکیٹ کی بحالی کی شرط ہے

وزارت محنت نے اس بات پر زور دیا کہ معاشی بحالی کے مرحلے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہنگامی ردعمل سے تدریجی طور پر نکل کر پائیدار روزگار کے مواقع کی تعمیر کی طرف جایا جائے، جس کے لیے تنصیبات کا دوبارہ آغاز، مالکان کی معاونت، پیداواری شعبوں کی حوصلہ افزائی، عارضی روزگار کے پروگراموں کی فراہمی، پیشہ ورانہ تربیت کے نظام کی تشکیلِ نو اور بین الاقوامی، مقامی اداروں اور نجی شعبے کے ساتھ شراکت داری کو مضبوط بنانا ناگزیر ہے۔ وزارت نے اس بات پر بھی زور دیا کہ غزہ کی پٹی میں بحالی کا اندازہ صرف ان عمارتوں اور تنصیبات کے حجم سے نہیں لگایا جاتا جن کی تعمیرِ نو کی جائے گی، بلکہ اس کا انحصار اس بات پر بھی ہے کہ مزدور اپنے کام پر، نوجوان روزگار کے موقع پر، فارغ التحصیل شخص روزگار کی مارکیٹ میں داخل ہونے پر، تنصیب کا مالک اپنی سرگرمیوں کی بحالی پر، اور خاندان اپنی آمدنی کے ذرائع کی بحالی پر کس حد تک قادر ہوتا ہے، اور مقامی معیشت پیداوار کی اپنی صلاحیت کو کس طرح بحال کرتی ہے۔

وزارتِ محنت نے اس بات کی تصدیق کی کہ محنت کشوں کی مارکیٹ کی تعمیرِ نو کو غزہ کی پٹی میں بحالی اور تعمیرِ نو کی کسی بھی منصوبہ بندی کا لازمی حصہ ہونا چاہیے، اور روزگار کے مواقع کی فراہمی، مزدوروں کا تحفظ، تنصیبات کا دوبارہ آغاز اور پیشہ ورانہ مہارتوں کی ترقی معاشی اور سماجی استحکام کی بحالی کے بنیادی ستون ہیں۔ اپنے بیان کے آخر میں وزارت نے اس بات کی تصدیق کی کہ وہ مزدوروں کے تحفظ، روزگار کی مارکیٹ کے نظم و نسق، تربیت اور روزگار کے فروغ کے لیے اپنا کام جاری رکھے گی، اور آنے والے مرحلے کی ضروریات کا مقابلہ کرنے اور اس کی تاب آوری کو مضبوط بنانے کے لیے مختلف شراکت داروں کے ساتھ تعاون جاری رکھے گی۔

غزہ کے ہسپتالوں کے خلاف اسرائیلی اشتعال انگیزی

انہیں دوبارہ نشانہ بنانے کی سوچی سمجھی سازش ہے: حماس

غزہ: اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' نے غزہ کی پٹی میں کام کرنے والے ہسپتالوں کے خلاف اسرائیلی اشتعال انگیز مہم کے مضمرات سے خبردار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ

اسرائیل کی طرف سے حماس کے خلاف لگائے جانے والے الزامات طبی تنصیبات کو نشانہ بنانے کے جواز فراہم کرنے کی مذموم کوششوں کا حصہ ہیں۔ حماس نے جمعرات کے روز ایک بیان میں کہا کہ پٹی کے باقی ماندہ ہسپتالوں کے خلاف جو محدود حالات میں کام کر رہے ہیں، اسرائیلی اشتعال انگیزی ایک بڑی تعداد میں ہسپتالوں اور طبی مراکز کو نشانہ بنانے اور تباہ کرنے کے بعد سامنے آئی ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا یہ جنگِ نسل کشی کا تسلسل ہے، باوجود اس کے کہ جنگ بندی کا معاہدہ موجود ہے۔ حماس نے اس بات کی تصدیق کی کہ ہسپتالوں کو عسکری مقاصد کے لیے استعمال کرنے سے متعلق اسرائیلی دعوے "سر سراغ جھوٹ اور بہتان ہیں"، یہ اشارہ کرتے ہوئے کہ ان الزامات کو قابض ریاست پہلے بھی غزہ کی پٹی میں شہری بنیادی ڈھانچے، بالخصوص صحت کے اداروں کو نشانہ بنانے اور تباہ کرنے کی مہمات کے دوران پھیلا چکی ہے۔ اس نے مزید کہا کہ یہ اشتعال انگیزی حملوں، محاصرے اور ضروری طبی آلات اور ساز و سامان کے داخلے پر پابندی کے نتیجے میں باقی ماندہ ہسپتالوں کے اندر تباہ کن حالات کے سائے میں سامنے آ رہی ہے، اس کے علاوہ وہ مریضوں اور زخمیوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے ہیں۔ جماعت نے خود اپنی جانب سے یا کسی بھی فلسطینی دھڑے کی طرف سے ہسپتالوں کو کسی بھی مقصد کے لیے استعمال کیے جانے کی سختی سے تردید کی اور عالمی ادارہ صحت، بین الاقوامی صحافت اور میڈیا اداروں کو غزہ کی پٹی میں داخل ہونے کی دعوت دی اور ہسپتالوں کا معائنہ کرنے اور وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی حقیقت کی تصدیق کرنے کے لیے اقوام متحدہ کی کمیٹیوں کی تشکیل کا مطالبہ کیا۔ حماس نے ثالثوں اور امریکی انتظامیہ کو جنگ بندی کے معاہدے کی پاسداری کے لیے صہیونی ریاست پر دباؤ ڈالنے، اسرائیلی جارحانہ رویے کو روکنے کے لیے فوری مداخلت کرنے کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ اس نے اقوام متحدہ اور عالمی برادری سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ ہسپتالوں کے تحفظ، ان پر عائد پابندیوں کے خاتمے، طبی تنصیبات کی تعمیرِ نو، اور زندگی بچانے والے ضروری طبی ساز و سامان کے داخلے کو یقینی بنانے کے لیے عملی قدم اٹھائیں۔

قابض اسرائیلی فوج نے غرب اردن سے 36 فلسطینیوں کو حراست میں لے لیا

غزہ: قابض اسرائیلی فوج نے آج جمعرات کے روز مقبوضہ مغربی کنارے کے مختلف اضلاع میں کی جانے والی دھاوا بولنے کی کارروائیوں اور چھاپوں کے دوران کم از کم 36 فلسطینیوں کو گرفتار کر لیا جن کا محور الخلیل، قلقیلیہ اور بیت لحم کے علاقے تھے۔ اس دوران درجنوں افراد کو حراست میں لے کر میدانی تحقیقات کے لیے پیش کیا گیا جبکہ شہریوں پر تشدد کیا گیا اور گھروں کی توڑ پھوڑ کی گئی۔ جنوبی شہر الخلیل میں قابض فوج نے جنوبی مغربی کنارے کے اس ضلع کے مختلف علاقوں میں دھاوا بول کر 22 شہریوں کو گرفتار کر لیا۔ سیکیورٹی ذرائع نے بتایا کہ قابض فوج نے الخلیل شہر کے متعدد محلوں میں دھاوا بولا، شہریوں کے گھروں پر چھاپے مار کر ان کی تلاشی لی اور ان کا سامان توڑ پھوڑ کے بعد لوٹ مار کی گئی۔ اس دوران دو سگے بھائیوں رأفت اور مہدی یوسف الصرصور، طارق اشرف دوفش، محمد ہانی الجعبری، صہیب علی الجنیدی، ہمام اشرف الجنیدی، مراد القواسمی، یوسف محمد اَبودن ✖ ش اور مؤید عبداللہ القواسمی کو گرفتار کر لیا گیا۔

طوفانِ اقصیٰ سے پہلے: جلاوطنی، غاصبانہ تسلط، محاصرے نے سات اکتوبر کے آپریشن کی راہ کیسے ہموار کی؟

غزہ: سات اکتوبر سنہ 2023ء کسی خلا میں جنم نہیں لے رہا تھا اور نہ ہی اس تاریخ سے پہلے فلسطین کسی پرامن اور مستحکم حقیقت میں سانس لے رہا تھا جو اچانک جنگ میں بدل گئی۔ ایک صدی سے زیادہ عرصے کے دوران فلسطینی سرزمین پر جلاوطنی، بے دخلی، غاصبانہ تسلط، استعمار، زمین کی چوری اور محاصرے کی تہیں ایک کے بعد ایک جمتی چلی گئیں، جبکہ فلسطینی مسئلے کے بنیادی سوالات، جن میں زمین، بیت المقدس، پناہ گزین، سرحدیں اور خودمختاری سرفہرست ہیں کا کوئی منصفانہ اور پائیدار حل نہیں نکالا جا سکا۔ ایک فلسطینی زاویہ نظر سے 'طوفانِ اقصیٰ' اس طویل پس منظر سے کٹا ہوا کوئی الگ تھلگ واقعہ نہیں تھا، بلکہ یہ سیاسی افق کی بندش، فلسطینی ریاست کے قیام کے مواقع کی پامالی، استعماری منصوبے کے پھیلاؤ، مغربی کنارے اور مقبوضہ بیت المقدس میں فلسطینیوں پر بڑھتے ہوئے حملوں اور غزہ کی پٹی پر جاری محاصرے کے طویل سالوں کے بعد سامنے آیا۔ غزہ نے سات اکتوبر میں قدم کسی پرامید اور مستحکم زمین پر کھڑے ہو کر نہیں رکھا تھا اور نہ ہی یہ تصادم کسی ایک صبح کی پیداوار تھا۔

محاصرہ زدہ شہر کئی طویل سال ایک گھٹن زدہ محاصرے، بار بار مسلط کی جانے والی جنگوں، مسلسل بمباری اور جانوں، گھروں اور زندگی کی بنیادی ضروریات کے ضیاع میں گزار چکا تھا، جبکہ قابض ریاست بیس لاکھ سے زائد فلسطینیوں پر بغیر کسی واضح سیاسی افق کے ایک بند گلی کا ماحول مسلط کیے ہوئے تھی۔ مغرب کنارے اور مقبوضہ بیت المقدس میں استعماری سرگرمیوں، دھاووں، گرفتاریوں، بے دخلی اور زمینوں پر قبضے کا دائرہ پھیل رہا تھا، جبکہ اس امید کا دامن سکڑتا جا رہا تھا جو قابض تسلط کے خاتمے اور فلسطینیوں کو ان کے حقوق کی فراہمی پر منتج ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ سات اکتوبر کو اس پس منظر سے الگ کر کے دیکھنا اس واقعے کی وضاحت کرنے کے بجائے اس بیانیے کو دوبارہ زندہ کرنا ہے جو فلسطینی کردار کو کہانی کے آخری لمحے میں سمیٹ دیتا ہے اور پچھلی دہائیوں کے دوران جمع ہونے والے ظلم، جلاوطنی اور محاصرے کو یکسر نظرانداز کر دیتا ہے۔

جہاں تک غزہ کا تعلق ہے تو وہ سات اکتوبر کو ایک ایسے معرکے کے میدان میں تبدیل ہونے سے پہلے جنگوں، محاصرے اور تباہی کے کئی برسوں کی یادیں اپنے سینے میں سمیٹے ہوئے تھا، جس نے مسئلہ فلسطین کو ایک بار پھر دنیا کے لیے مرکزِ نگاہ میں لا کھڑا کیا، ایسے وقت میں جب اسے پسماندہ کرنے اور بین الاقوامی توجہ کے دائرے سے باہر رکھنے کی برسوں کوششیں کی جا چکی تھیں۔

بلفور اعلامیہ سے لے کر نکبہ تک...... بڑی تبدیلی کا آغاز

فلسطین میں جدید تبدیلی کی جڑیں برطانوی مینڈیٹ کے دور سے جا ملتی ہیں، خاص طور پر سنہ 1917ء کے بلفور اعلامیہ کے اجرا کے بعد جس نے فلسطین میں "یہودی قوم کے لیے ایک قومی وطن" کے قیام کی حمایت کی، ایسے وقت میں جب یہ ملک غالب عرب فلسطینی آبادی کا مسکن تھا۔ مینڈیٹ کے برسوں کے دوران فلسطین میں یہودی ہجرت میں تیزی آئی اور زمین، ہجرت اور ملک کے مستقبل کے حوالے سے تناؤ اور جھڑپیں بڑھتی گئیں، جو کہ سنہ 1947ء کی تقسیم کی قرارداد، اور پھر سنہ 1948ء کی جنگ پر منتج ہوئیں جس کا اختتام قابض اسرائیلی ریاست کے قیام اور لاکھوں فلسطینیوں کی ان کے شہروں اور دیہاتوں سے جبری بے دخلی پر ہوا۔ چنانچہ فلسطینیوں کے لیے نکبہ کوئی ایسا عسکری واقعہ نہیں تھا جو جنگ کے خاتمے کے ساتھ ختم ہو گیا ہو، بلکہ یہ ایک مستقل حقیقت میں بدل گیا۔ اپنے وطن سے باہر بے گھر پناہ گزین، اجڑے ہوئے دیہات، چھینی گئی زمینیں اور بکھرے ہوئے خاندان جن کی واپسی کا سوال آج بھی زندہ ہے۔

سنہ 1967ء......تسلط کا دائرہ وسیع

سنہ 1967ء کی جنگ کے بعد اسرائیل نے مغربی کنارے بشمول "مشرقی بیت المقدس" اور غزہ کی پٹی پر قبضہ کر لیا، جس سے مسئلہ فلسطین ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گیا جس کی خصوصیت فلسطینی علاقوں پر اسرائیلی عسکری کنٹرول کا تسلسل تھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک فلسطینیوں کے لیے کشمکش کا تعلق صرف اس پناہ گزین المیے سے نہیں رہا جو نکبہ نے پیدا کیا تھا، بلکہ اس کا تعلق غاصبانہ تسلط کے سائے میں بسر ہونے والی روزمرہ کی زندگی سے بھی بن گیا۔ فوجی ناکے، گرفتاریاں، زمینوں پر قبضے، گھروں کی مسماری، استعماری توسیع اور پے در پے دھاوے۔ جیسے جیسے دہائیاں گزرتی گئیں، استعمار تناؤ کی شکل طے کرنے والے سب سے مؤثر شعبوں میں سے ایک بن گیا، کیونکہ مغربی کنارے میں اسرائیلی بستیوں کا دائرہ پھیلتا گیا، جبکہ فلسطینیوں کے لیے ایک آزاد اور قابلِ عمل ریاست کے قیام کے لیے دستیاب رقبہ سکڑتا گیا۔ بین الاقوامی عدالتِ انصاف کی طرف سے جولائی سنہ 2024ء میں جاری کردہ ایک مشاورتی رائے میں عدالت نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی موجودگی کا تسلسل غیر قانونی ہے۔ اسرائیلی پالیسیاں اور طریقۂ کار جن میں استعمار اور الحاق شامل ہیں، حقِ خودارادیت کے فلسطینی عوام کے حق میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

پہلی انتفاضہ......قابض نظام کا اندر سے پھٹ پڑنا

دسمبر سنہ 1987ء میں غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے میں پہلی فلسطینی انتفاضہ پھوٹ پڑی، جو قابض ریاست کے خلاف فلسطینیوں کی عوامی مزاحمت کے نمایاں ترین ابواب میں سے ایک تھی۔ فلسطینی قابض ریاست کے مقابلے میں سڑکوں پر نکل آئے اور ہڑتالوں، مظاہروں، بائیکاٹ اور سول نافرمانی کا دور دورہ ہوا، جبکہ اسرائیل نے انتفاضہ کا مقابلہ ظلم و جبر، گرفتاریوں اور عسکری ہتھکنڈوں کے ذریعے کیا۔ اس مرحلے پر اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کی بنیاد رکھی گئی، جو بعد میں فلسطینی میدان کے نمایاں ترین کرداروں میں سے ایک بن گئی۔ یہ انتفاضہ صرف ایک سیکیورٹی محاذ آرائی نہیں تھی۔ اس نے مسئلہ فلسطین کو بین الاقوامی توجہ کے مرکز میں لا کھڑا کیا اور اس بات کی تصدیق کی کہ قابض ریاست کا تسلط دائمی استحکام پیدا نہیں کر سکتا اور مسئلہ فلسطین کے حل کے بغیر غائب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

اوسلو......ریاست کی وہ اُمید جو پوری نہ ہو سکی

نوے کی دہائی میں تنازعہ اوسلو معاہدات کے ساتھ ایک نئے سیاسی راستے پر منتقل ہو گیا، جس نے فلسطینی لبریشن آرگنائزیشن اور اسرائیل کے درمیان مذاکرات کے ایک دور کا آغاز کیا۔ مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی کے کچھ حصوں میں فلسطینی اتھارٹی قائم کی۔ لیکن ان معاہدوں نے تنازعے کے بنیادی فائلوں کو حتمی شکل نہیں دی، بیت المقدس، پناہ گزین، بستیاں، سرحدیں، سکیورٹی اور خودمختاری۔ جبکہ فلسطینی اس بات کے منتظر تھے کہ عبوری مرحلہ قابض ریاست کے تسلط کے خاتمے اور ریاست کے قیام کی طرف ایک راستہ ثابت ہوگا، استعماری توسیع کا سلسلہ جاری رہا، مغربی کنارے کے وسیع و عریض رقبے پر اسرائیلی کنٹرول برقرار رہا، جبکہ بنیادی نوعیت کے مسائل التوا کا شکار رہے۔ چنانچہ اوسلو کی طرف سے جگائی جانے والی امید بتدریج فلسطینی حلقوں میں اس بڑھتے ہوئے احساس میں بدل گئی کہ سیاسی راستہ قابضانہ تسلط کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں ہوا، بلکہ اس نے اس کے انتظام کے طریقے کو نئے سرے سے منظم کر دیا ہے۔

دوسری انتفاضہ......اعتماد کا انہدام

سنہ 2000ء میں کیمپ ڈیوڈ کے مذاکرات کی ناکامی اور بیت المقدس میں تناؤ کے بڑھنے کے ساتھ ہی دوسری فلسطینی انتفاضہ بھڑک اٹھی۔ یہ مرحلہ پہلی انتفاضہ کے مقابلے میں کہیں زیادہ خونریز تھا، اس نے مغربی کنارے میں اسرائیلی فوج کے وسیع عسکری آپریشنز کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے اندر فلسطینی حملوں کو بھی جنم دیا۔ انتفاضہ نے تشدد کے دائرے کو دوبارہ زندہ کیا، جبکہ مذاکراتی راستے پر اعتماد کو شدید دھچکا لگا۔ اس وقت سے سیاسی تصفیے کا خیال فلسطینی عوام میں کمزور تر ہوتا چلا گیا، جبکہ اسرائیل نے مقبوضہ علاقوں میں اپنی سکیورٹی اور عسکری گرفت کو مزید مضبوط کیا۔

سنہ 2005ء......غزہ کے اندر سے انخلا تنازع کا خاتمہ نہیں کرتا

سنہ 2005ء میں اسرائیل نے 'فائر بندی' کا منصوبہ نافذ کیا اور غزہ کی پٹی کے اندر سے بستیوں کو خالی کر کے انخلا کیا، لیکن اس نے پٹی سے جڑے ہوئے بنیادی امور پر اپنا کنٹرول برقرار رکھا، جبکہ غزہ زمین، سمندر اور فضا کے مختلف درجات میں محاصرے میں ہی رہا۔ سنہ 2006ء کے پارلیمانی انتخابات میں اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کی فتح اور پھر سنہ 2007ء میں غزہ کی پٹی پر اس کے کنٹرول کے بعد یہ خطہ تقسیم اور محاصرے کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گیا۔ اس وقت سے غزہ کے دو ملین سے زائد فلسطینی ایک محدود جغرافیائی رقبے پر طویل محاصرے کے سائے میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، جہاں افراد اور اشیاء کی نقل و حرکت پر سخت پابندیاں ہیں، اور بجلی، پانی، صحت اور معیشت کے شعبے مسلسل زوال کا شکار ہیں۔

غزہ......محاصرے سے لے کر بار بار کی جنگوں تک

سنہ 2008ء سے سنہ 2023ء کے دوران غزہ کی پٹی کو بار بار عسکری جارحیت کا سامنا کرنا پڑا، جن میں سنہ 2008ء تا 2009ء، 2012ء، 2014ء کی جنگیں اور اس کے بعد کے کشیدہ ادوار نمایاں ترین تھے۔ ہر بار جنگ کسی عارضی جنگ بندی معاہدے پر ختم ہوتی، جبکہ تنازع کے گہرے اسباب کو حل طلب ہی چھوڑ دیا جاتا۔ غزہ کا فلسطینی جنگ سے نکل کر محاصرے میں، اور محاصرے سے نکل کر نئی جنگ میں داخل ہوتا رہا، جبکہ تباہی، غربت، بے روزگاری اور بنیادی ڈھانچے کے زوال کے اثرات جمع ہوتے چلے گئے۔ اس طرح غزہ فلسطینیوں کے لیے اب محض ایک عسکری محاذ نہیں رہا، بلکہ یہ ایک ایسے بند سیاسی اور انسانی واقعے کی علامت بن چکا ہے جہاں لاکھوں فلسطینی خود کو ایک محدود جگہ کے اندر قید محسوس کرتے ہیں، بغیر کسی واضح سیاسی افق کے۔

سنہ 2021ء...... بیت المقدس اور الاقصیٰ کا ایک بار پھر تصادم کے مرکز میں لوٹنا

سنہ 2021ء میں شیخ جراح محلے سے جڑے ہوئے تناؤ اور مسجد اقصیٰ پر قابضانہ دھاووں کے بعد بیت المقدس سے ایک بار پھر معرکہ پھوٹ پڑا۔ تصادم فوری طور پر غزہ کی پٹی تک پھیل گیا، اور اسرائیل اور حماس ایک نئے عسکری معرکے میں الجھ گئے۔ اس سال کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ تنازع سے الگ تھلگ فائلیں نہیں ہیں، بلکہ یہ فلسطینی شعور کے دل میں زندہ ہیں، اور بیت المقدس میں موجودہ حیثیت میں کوئی بھی تبدیلی ایک وسیع محاربے کو بھڑکا سکتی ہے جو شہر کی حدود سے باہر تک پھیل جائے۔

سنہ 2022ء اور 2023ء......مغربی کنارہ دہکتے ہوئے انگاروں پر

سات اکتوبر سے پہلے مغربی کنارہ سالوں کی تاریخ کے سب سے بڑے کشیدہ ادوار میں سے ایک سے گزر رہا تھا۔ دھاوں، گرفتاریوں اور ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ تیز ہو چکا تھا، اس کے ساتھ ساتھ یہودی آباد کاروں کے حملوں، زمینوں کے غصب اور بستیوں کی توسیع میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ اقوام متحدہ کے دفتر برائے رابطہ انسانی امور کے مطابق، سنہ 2023ء میں آباد کاروں کے پرتشدد واقعات کی ریکارڈ تعداد درج کی گئی جو فلسطینیوں اور ان کی املاک کو نشانہ بناتے تھے، جب کہ اقوام متحدہ نے سنہ 2006ء میں ان اعداد و شمار کو ریکارڈ کرنا شروع کیا تھا تب سے یہ سب سے بلند سطح تھی۔ بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ مسلسل تناؤ کے مرکز میں رہی، جبکہ مسجد اور اس کے گردونواح کے موجودہ زمینی حقائق کو تبدیل کرنے کے لیے دائیں بازو کے اسرائیلی حلقوں کی طرف سے بار بار اشتعال انگیز مطالبات کیے جاتے رہے۔ اسی دوران اسرائیل میں تاریخ کی تقریباً سب سے زیادہ دائیں بازو کی انتہا پسند حکومت اقتدار پر قابض تھی، جس میں ایسے وزراء شامل تھے جنہوں نے استعمار کی حمایت اور فلسطینی علاقوں پر اسرائیلی تسلط کو پھیلانے کے واضح موقف کا برملا اعلان کیا۔

انتہا پسند حکومت...... اور استعمار کی مسلسل پیش قدمی

اکتوبر 2023ء سے قبل کشیدگی صرف سیکیورٹی کی سطح تک محدود نہیں تھی، بلکہ یہ ایک سیاسی حقیقت بھی تھی۔ سنہ 2022ء کے آخر میں بننے والی اسرائیلی حکومت میں انتہا پسند دائیں بازو کی شخصیات شامل تھیں جنہوں نے فلسطینیوں کے تئیں انتہائی سخت رویے اپنائے، اور بستیوں کی توسیع اور مغربی کنارے پر اسرائیلی کنٹرول کو مضبوط کرنے کی بھرپور حمایت کی۔ اس کے مقابلے میں حقیقی سیاسی تصفیے کا ذکر منظرنامے کے حاشیے پر دھکیلا جا چکا تھا۔ جبکہ فلسطینی قیادت سیاسی بندش اور دو ریاستی حل کے خاتمے کی بات کر رہی تھی، زمینی حقیقت بالکل الٹ سمت میں حرکت کر رہی تھی: بستیاں پھیل رہی تھیں، زمینیں چھینی جا رہی تھیں، حملے بڑھ رہے تھے اور بیت المقدس کو نئی حقیقتیں مسلط کرنے کی مزید کوششوں کا سامنا تھا۔ چنانچہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ قابض ریاست نہ صرف بحران کا انتظام کر رہی ہے، بلکہ اسے کہیں زیادہ گہرائی کے ساتھ دوبارہ جنم دے رہی ہے۔

7 اکتوبر سے قبل...... بغیر کسی فرار کے گہرے ہوتے ہوئے بادل

سات اکتوبر سے پہلے کے مہینوں میں فلسطینی منظرنامہ ایک عظیم دھماکے کے بڑھتے ہوئے اشارے دے رہا تھا۔ غزہ ایک طویل محاصرے کی چکی میں پس رہا تھا، مغربی کنارہ بڑھتے ہوئے عسکری اور استعماری دباؤ تلے تھا، بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ تناؤ کے طوفان میں گھیرے ہوئے تھے، سیاسی افق تقریباً معدوم ہو چکا تھا، جبکہ گرفتاریاں، دھاوے، خونریزی اور جبری بے دخلی کا سلسلہ جاری تھا۔

یہی وجہ ہے کہ وہ سوال جو خود بخود فلسطینی سطح پر ابھرا وہ یہ نہیں تھا کہ: سات اکتوبر کیوں پیش آیا؟ بلکہ سوال یہ تھا کہ: یہ حقیقت اس بات کے بغیر کیسے جاری رہ سکتی تھی کہ کوئی نیا دھماکہ جنم لے لیتا؟

یہ تجزیہ کسی بھی فریق کی جانب سے اس کے اعمال کی ذمہ داری کو ختم نہیں کرتا، بلکہ یہ واقعے کو اس کے اصل پس منظر میں رکھتا ہے نہ کہ اسے تاریخ سے کاٹ کر دیکھا جائے۔

سات اکتوبر......کہانی کا آغاز نہیں، ایک نیا موڑ

سات اکتوبر 2023ء کی صبح القسام بریگیڈز نے غزہ کی پٹی سے ایک وسیع عسکری کارروائی کا آغاز کیا، جس کے دوران وہ فصیل کو عبور کرتے ہوئے عسکری چوکیوں اور اسرائیلی بستیوں پر حملہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان حملوں کے نتیجے میں شہریوں سمیت اسرائیلی ہلاک ہوئے، اور کئی اسرائیلیوں کو اسیر بنایا گیا، اس سے پہلے کہ پورا خطہ ایک ہمہ گیر جنگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ اسی دن اسرائیل نے غزہ کی پٹی پر ایک وسیع جنگ کا اعلان کر دیا، اس طرح فلسطینی جدید تاریخ کے سب سے زیادہ خونریز اور تباہ کن ابواب میں سے ایک کا آغاز ہوا۔

فلسطینیوں کے نزدیک سات اکتوبر نے ایک ایسے فارمولے کو توڑنے کا لمحہ فراہم کیا جو برسوں سے برقرار تھا: غزہ میں محاصرہ، مغربی کنارے میں عسکری اور استعماری تسلط، بیت المقدس میں کشیدگی، اور طویل مدتی سیاسی تعطل۔ جہاں تک علاقائی اور بین الاقوامی سطح کا تعلق ہے، تو یہ واقعہ ایک بڑا تاریخی موڑ ثابت ہوا جس نے برسوں سے پسماندہ کرنے اور مسئلہ حل کرنے کے بجائے صرف بحران کا انتظام کرنے کی کوششوں کے بعد مسئلہ فلسطین کو عالمی توجہ کے مرکز میں لا کھڑا کیا۔

کس چیز نے سات اکتوبر کا راستہ بنایا؟

کسی ایک واقعے نے سات اکتوبر کا راستہ نہیں بنایا، اس کے پیچھے ایک طویل تاریخ کارفرما ہے جس کا آغاز نکبہ سے ہوتا ہے، پھر 1967ء کا قبضہ، استعمار، پناہ گزینوں کا مسئلہ، تصفیے کے معاہدوں کی ناکامی، دونوں انتفاضائیں، فلسطینی تقسیم، غزہ کا محاصرہ، بار بار کی جنگیں، مغربی کنارے میں بڑھتے ہوئے مظالم، بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے گرد گھومتا ہوا کشیدہ ماحول۔ اگر سات اکتوبر نے تنازع کی شکل بدل دی ہے، تو تنازع کی جڑیں نہیں بدلیں: ایک فلسطینی عوام جو آزادی، حقِ خود ارادیت اور قابضانہ تسلط کے خاتمے کا مطالبہ کرتا ہے، اور ایک اسرائیلی ریاست جو زمین پر عسکری اور استعماری حقائق مسلط کرنے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

فلسطین جو مٹتا نہیں

ایک صدی سے زیادہ کے عرصے میں حکومتیں، سرحدیں، معاہدے اور محاذ بدل گئے، لیکن مسئلہ فلسطین آج بھی زندہ و جاوید ہے۔ پناہ گزین نے حقِ واپسی سے کبھی منہ نہیں موڑا، بیت المقدس فلسطینی شعور کے مرکز میں بسا ہوا ہے، مغربی کنارہ بدستور قابضانہ تسلط میں ہے، غزہ محاصرے کی زد میں ہے، استعمار مسلسل پھیل رہا ہے، جبکہ پے در پے آنے والے سیاسی راستے کسی ایسے حل تک پہنچنے میں ناکام رہے جو قابضانہ تسلط کا خاتمہ کرے اور فلسطینیوں کے قومی حقوق کی ضمانت دے۔ یہی وجہ ہے کہ سات اکتوبر کو سمجھنا سات اکتوبر سے بہت پہلے کے وقت سے شروع ہوتا ہے، کیونکہ یہ فلسطینی داستان کا آغاز نہیں، بلکہ تنازع کی ایک طویل تر تاریخ کا فیصلہ کن سنگِ میل ہے؛ ایک ایسی تاریخ جس کے ابواب فلسطینیوں کو ان کی زمین سے اکھاڑ پھینکنے کے ساتھ شروع ہوئے، اور قابضانہ تسلط، استعمار اور محاصرے کے ساتھ جاری رہے، یہاں تک کہ اس دھماکے کا لمحہ آ پہنچا جس نے مسئلہ فلسطین کو دنیا کے سامنے لا کھڑا کیا۔

روزنامہ صحافت اردو ویب ایڈیشن برمنگھم (یو۔کے۔) کو پبلشر نغمہ امیر نے ٹیڈنگٹن گروپیری بار برمنگھم بی۔42 آئی آر جی یو۔کے۔ سے شائع کیا۔ پروپرائٹر و گروپ ایڈیٹر: امان عباس، ریزیڈینٹ ایڈیٹر: امیر مہدی، بیورو چیف: نغمہ امیر، ای۔میل: Naghmaamir@rediffmail.com، موبائل نمبر: 386368 7897 44+

قارئین کو مشورہ: ''صحافت'' میں چھپے ہوئے مضامین اور مراسلات میں ظاہر کئے گئے خیالات سے ایڈیٹر، نیوز ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر کا متفق اور جواب دہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ صحافت میں شائع ہونے والے کسی بھی اشتہار کے مواد اور دعوؤں کے بارے میں ادارہ صحافت ذمہ دار نہیں ہوگا، اس کی کل ذمہ داری اشتہار دہندہ کی ہوگی۔